ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

6

ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
جون 2004ء

قانون توہینِ رسالت پر بحث

بیاد
ضیغمِ احرار
شیخ حسام الدین رحمہ اللہ

"نئی امریکی بائیبل"
اور مسیحی عقائد

غیرت کی پکار

آتشِ عراق

مرزا قادیانی
اور اس کے پیروکار

اخبار الاحرار

سیدّ عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

افکارِ احرار

- ''انسانیت کی خدمت اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ کتابِ مبین قرآنِ حکیم کائنات کے تمام انسانوں کے لیے منبع و مرکزِ رشد و ہدایت اور انسانیت کا دستورِ حیات ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور انسانی غلامی سے نجات اسلام کا بنیادی مقصد ہے۔ قرآن کے متعین کردہ اصولوں کی روشنی میں انسانیت کی جو خدمت سرانجام دے جائے گی، وہی معتبر ہے۔ مخلوط تعلیم اور مخلوط سوسائٹی نے قوم میں دینی شعور کا قحط پیدا کر دیا ہے۔ حالات روز بہ روز ابتر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ دین اسلام سے عملی انحراف و بغاوت ہے۔ اسی بغاوت کو قرآن حکیم نے کہا ہے: ''بے شک انسان خسارے میں ہے۔''

(دار بنی ہاشم ملتان میں دورۂ برطانیہ سے واپسی پر استقبالیہ میں خطاب۔ (۲۵ر دسمبر ۱۹۸۷ء)

☆☆☆

- ''دعوتِ اسلام، انبیاء کا ورثہ اور اللہ کی نعمت ہے۔ دعوت کا لازمی نتیجہ قوت ہے اور جب قوت حاصل ہو جائے تو پھر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاد کے ذریعے باطل اقتدار کا خاتمہ ہم سب مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ دعوتِ دین کے کام کو تمام امور پر فوقیت دیں اور قوت پیدا کر کے بدی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔

(ربوہ) چناب نگر میں احرار کارکنوں کے استقبالیہ میں خطاب۔ ۱۰ر فروری ۱۹۸۸ء)

☆☆☆

- ''قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک پاکستان میں نفاذِ اسلام کے لیے کوئی پیش رفت نہیں کی گئی۔ مقتدر طائفوں، کرپٹ سیاست دانوں، مذہبی ڈیرے داروں، سرمایہ پرستوں اور جاگیرداروں نے مل کر قوم کا استحصال کیا ہے حکومتیں لادینیت کو فروغ دینے والے اداروں کا تحفظ اور دینی اداروں کا گلا گھونٹنے کی پالیسی پر کاربند رہی ہیں اور ہنوز یہ عمل جاری ہے۔ حکومتِ الٰہیہ کا قیام، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور دفاع ناموسِ ازواج و اصحابِ رسول (علیہم الرضوان) مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہے۔ ایسے عظیم الشان مقصد میں کامیابی تب ہی ممکن ہو سکتی ہے کہ لادین طبقات سے مفاہمت کی بجائے ہر محاذ پر ان کی مزاحمت کی جائے۔''

(ملتان میں احرار کارکنوں سے خطاب)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
REGD.M#32
جلد 15 شمارہ 6 جون 2004ء ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ
ISSN 1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاء فکر
چوہدری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر
الیاس میراں پوری

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک: 150 روپے
بیرون ملک: 1000 روپے
فی شمارہ: 15 روپے

ترسیل زر بنام: "نقیب ختم نبوت"
اکاؤنٹ نمبر: 5278-1
یو بی ایل، چوک مہربان ملتان

تشکیل

دل کی بات:	آداریہ	مدیر	3
دین و دانش:	درس قرآن	محمد احمد حافظ	5
//	درس حدیث	یحییٰ نعمانی	8
//	شیطان سے حفاظت	سعید الدین تسکین	13
//	خلافت و ملوکیت (قسط ۳)	قاضی طاہر الہاشمی	15
شاعری:	حمد (رحمان خاور) نعت (شورش کاشمیری)		21
	منظوم استقبالیہ (شفیق عالم کشمیری) نظم (کاشف گیلانی)		
	غزل (عثمان محمد چوہان)		
شخصیت:	شیخ حسام الدین رحمہ اللہ	سید ابوذر بخاریؒ	26
افکار:	"نئی امریکی بائبل" اور مسیحی عقائد	مولانا زاہد الراشدی	29
//	آتشِ عراق	سید یونس الحسنی	33
//	غیرت کی پکار	محمد عمر فاروق	36
//	شخصیت پرستی کا رجحان	حمید اللہ جمیل	39
ردّ قادیانیت:	مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار	مولانا محمد مغیرہ	41
روشنی:	ظلمت سے نور تک	ادارہ	43
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریمی	46
حسن انتقاد:	تبصرہ کتب	ابوالادیب، مولانا محمد مغیرہ	47
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاک و ہند کی سرگرمیاں	ادارہ	50
آخری صفحہ:		ساغر اقبالی	64

مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

ای میل ایڈریس: majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
فون 061-511961

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

نورِ ہدایت

القرآن

''اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو! جس کا عرض' آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

(آل عمران۔۱۳۳،۱۳۴)

الحدیث

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے لئے ایک وقت ایسا آئے گا کہ صبر و استقامت کے ساتھ' دین پر قائم رہنے والا بندہ اُس وقت اُس آدمی کی طرح ہوگا' جو ہاتھ میں جلتا ہوا انگارا تھام لے۔''

(جامع ترمذی)

الآثار

''ایک طرف تو ارضِ فلسطین کے تحفظ کو ناموس اسلام کا جزو قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف مسلم ممالک منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہیں اور وہاں کی حکومتیں اسلامی کہلانے کے باوجود جہادِ فلسطین کو امریکہ اور برطانیہ کی سامراجی مصلحتوں پر قربان کیے ہوئے ہیں۔ لیکن ہنوز ایک نوساختہ اسرائیلی حکومت کے مقابلہ میں جنگ جاری ہے اور امریکہ اس کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ وہی امریکہ جس کی تحویل میں عرب ملکوں کا تیل ہے لیکن کسی عرب ملک میں یہ ہمت نہیں کہ امریکہ سے اس جرم میں وہ مراعات چھین لے جو تیل کے سلسلہ میں اسے حاصل ہیں۔

سامراجی سیاست نے اسلامی ملکوں کو کھوکھلا کر دیا ہے اور مخصوص طبقہ نے اپنے مفادات کے لیے امت مرحومہ کی مرکزیت، وحدت اور اتحاد کو پارہ پارہ کر رکھا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی رائے ہمارے لیے کچھ زیادہ سود مند نہیں ہے۔ بلکہ بین الاقوامی سیاست کے دو واضح خط ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں اس طرف چلنا چاہیے جس طرف ہمارا مفاد، ہماری قوم کا مفاد، ابناءِ اسلام کا مفاد اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کا مفاد تقاضا کرتا ہے۔''

ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

(''احرار کانفرنس'' لائل پور (فیصل آباد) ۳۰ رمئی ۱۹۴۸ء)

دل کی بات

قانونِ توہینِ رسالت پر بحث

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے ۱۵ رمئی کو اسلام آباد میں انسانی حقوق کمیشن کے ایک سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

’’قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت اور حدود آرڈی نینس کا ازسرنو جائزہ لینا چاہیے اور اس پر بحث ہونی چاہیے۔صدر نے اپنے اس موقف کو ۲۴ رمئی کو اسلام آباد میں منعقدہ طلبہ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مکرّر دہرایا اور اس بات پر زور دیا کہ ان قوانین پر بحث ہونی چاہیے اور ان کا ازسرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

جنرل پرویز مشرف جب سے اقتدار پر قابض ہوئے ہیں‘ اسلامی قوانین کے حوالے سے مغرب سے مستعار اپنے اس موقف کا مسلسل اظہار کر رہے ہیں۔اُن کی حکومتی پالیسیاں ہمیشہ مغربی ایجنڈے کی عکاس رہی ہیں اور درج ذیل ایجنڈہ ہمیشہ اُن کے پیش نظر رہا ہے:

۱)فریضۂ جہاد کا خاتمہ

۲)دینی مدارس کے نصاب و نظام تعلیم میں تبدیلی اور انہیں سرکاری پالیسیوں کا پابند کرنا

۳)قانونِ توہینِ رسالت،قانونِ امتناع قادیانیت،حدود آرڈی نینس اور دیگر اسلامی قوانین کا خاتمہ یا کم از کم انہیں غیر موثر کرنا

۴)روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی آڑ میں لادینیت،مذہب بیزاری،علماء اور دینی اداروں سے نفور کو فروغ دینا

۵)تہذیب وثقافت کے نام پر‘ بے حیائی اور فحاشی کو عام کرنا،ہمارے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر کے مغربی ثقافت کے حامل خاندانی نظام واقدار کو رائج کرنا

۶)خواتین کے حقوق کے تحفظ کے عنوان پر بے پردگی اور مادر پدر آزادی کو رواج دینا

۷)اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا نعرہ بلند کر کے غیر مسلموں کو اسلام اور حضور خاتم النبیین ﷺ پر تنقید اور آپ کی توہین کی آزادی دینا

۸)پاکستان کی نظریاتی اساس اور تشخص ختم کر کے اسے سیکولر ریاست میں تبدیل کرنا

۹)تعلیم و ترقی کے نام پر‘ اسلامی عقائد،منصب ختم نبوت اور مقام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسخ کرنا،احکام قرآن کی من مانی تشریحات کر کے قوم کو دین سے برگشتہ کرنا۔وغیرہ وغیرہ

آئین کی رو سے پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور صدر پرویز اپنے اقدامات کے ذریعے ملک کو سیکولر

بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں قانون توہینِ رسالت اور دیگر اسلامی قوانین کا خاتمہ دراصل امریکہ اور مغربی ممالک کا دیرینہ مطالبہ اور ایجنڈہ ہے۔ صدر پرویز ایسی باتیں کر کے قوم کی ترجمانی نہیں بلکہ مغرب کی نمک حلالی کر رہے ہیں۔

قانونِ توہینِ رسالت اور حدود آرڈی نینس پاکستان کے آئینی اداروں، اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت، وفاقی شریعت اپیل بینچ اور سپریم کورٹ آف پاکستان سے تمام آئینی مراحل سے گزر کر قومی اسمبلی میں منظور ہوئے اور آئین کا حصہ بنے۔ اسی طرح دیگر تمام اسلامی قوانین بھی قومی اسمبلی سے منظور ہو کر آئین کا حصہ بنے۔ صدر پرویز امریکہ دوستی میں اتنا آگے نہ جائیں کہ واپسی کا راستہ بھی گم کر بیٹھیں۔ اسلام کے عطا کردہ قوانین کے نفاذ کو موثر بنانے کے لیے تو مشاورت ہو سکتی ہے اور طریق کار پر بحث ہو سکتی ہے مگر انہیں ختم کرنے یا غیر موثر کرنے کا حق کسی کو نہیں دیا جا سکتا۔ یہ حق تو اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو بھی نہیں دیا۔ توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کو قانون کے حوالے کرنا دانشمندی ہے یا عوام کے حوالے کرنا؟ ایسے اقدامات سے ملک میں خانہ جنگی تو ہو سکتی ہے امن قائم نہ ہوگا۔ آئین پاکستان میں جتنے بھی اسلامی قوانین شامل ہیں ان کی بنیادوں میں شہداء کا خون، علماء اور دینی قوتوں کی انتھک محنت اور خلوص اور جذبۂ حب الوطنی شامل ہے۔ ان قوانین کو بحث و تمحیص کی سان پر چڑھانا اور علماء کو تضحیک کا نشانہ بنانا کہاں کی دانشمندی ہے۔

ہماری رائے میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر صدر جو کچھ کہہ رہے ہیں اور جو اقدامات کرنا چاہتے ہیں وہ ہرگز اسلام نہیں اور نہ ہی صدر پرویز اسلام میں اتھارٹی ہیں۔ اگر آج امریکہ و مغرب کے مطالبے پر قانون توہین رسالت اور حدود آرڈی نینس پر نظر ثانی کر کے انہیں غیر موثر بنایا جاتا ہے تو پھر مستقبل میں پورے اسلامی نظام پر نظر ثانی کرنا پڑے گی اور یہ زہر پینے کے لیے ہم ہرگز تیار نہیں۔ ہمیں اپنے تمام مسائل کا حل اسلام ہی میں تلاش کرنا ہے اور پاکستان کا آئین ہم سے یہی تقاضا کرتا ہے۔ رہی بات قوانین کے غلط استعمال کی تو اس کی ذمہ داری انتظامیہ اور عدلیہ پر ہے۔ اگر انتظامیہ اور عدلیہ آزاد ہو تو قانون کا غلط استعمال رک سکتا ہے۔ کیا پاکستان میں یہی دو قوانین ہیں جن کا غلط استعمال ہو رہا ہے؟ یہاں تو ایک غاصب طبقہ نے پورے آئین اور آئینی اداروں کو یرغمال بنا کر ان کا بھرپور غلط استعمال کیا ہے۔ انہیں کوئی روکتا ہے نہ ٹوکتا ہے لیکن سارا غصہ اسلامی قوانین پر نکالا جا رہا ہے۔

صدر پرویز آگ سے کھیل رہے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ مسلمان کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ ہوں مگر حضور ختمی مرتبت ﷺ سے ان کی محبت لافانی ہے اور وہ کسی بدمعاش کو توہین رسالت کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں۔ صدر پرویز قانون توہینِ رسالت پر نظر ثانی کرنے کی بجائے اپنے رویے، اپنی گفتگو اور اپنے عقیدے پر نظر ثانی کی کوشش کریں۔ توہین رسالت جیسے حساس مسئلے پر غیر ذمہ دارانہ گفتگو بند کریں اور آئین کی پاسداری کریں۔ ورنہ یاد رکھیں اگر انہوں نے توہین رسالت قانون پر نظر ثانی کی کوشش کی تو اللہ واحد القہار اپنے محبوب کریم ﷺ کے ناموس کی خود حفاظت کرے گا اور آپ اللہ کے قہر و غضب سے بچ نہیں سکیں گے۔

درس قرآن

محمد احمد حافظ

صبر و صلوٰۃ سے مدد لو

یـا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَo وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ o وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَo اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَo اُولٰئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ o وَ اُولٰئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ. (البقرہ ۱۵۴ تا ۱۵۷)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! مدد لو مصائب و آلام کو سہل اور حل کرنے میں صبر اور نماز سے، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ کہو انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ''مردہ'' بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تمہیں کچھ خوف، کچھ بھوک، اور کچھ مال و جان اور باغات کے نقصان سے، اور خوش خبری دے دو صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، یہی لوگ ہیں جن پر اپنے پروردگار کی رحمتیں اور عنایتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

صبر کی حقیقت:

مفسرین نے لکھا ہے کہ صبر کے معنی حَبس کے ہیں یعنی اپنے آپ کو جزع فزع، چیخ و پکار اور قدرت کا شکوہ کرنے سے محفوظ رکھنا، اپنی طبیعت کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی کر لینا۔ قرآن و سنت کی اصطلاح میں صبر تین طرح کا ہے۔

(۱) **صبر عن المعاصی** یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے ناپسندیدہ کاموں، حرام امور اور ناجائز باتوں سے روک لینا۔ (۲) **صبر علی الطاعات** یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری پر پوری استقامت کے ساتھ ڈٹ جانا (۳) **صبر علی البلایا** یعنی مصائب اور آلام میں اپنے آپ کو جزع و فزع، چیخ و پکار اور اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنے سے اپنے آپ کو روکنا جو شخص ان تینوں صفات کو اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے رضا بالقضا کی عظیم نعمت عطا فرماتے ہیں اس نعمت کی بدولت مومن کو سکونِ قلب عطا ہوتا ہے، اس کا دل نفس کی خواہشوں اور تمناؤں سے بے سکون اور مضطرب نہیں ہوتا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **انما الصبر عند الصدمة الاولیٰ** یعنی ''صبر تو پہلے صدمے کے وقت ہی ہوتا ہے''۔ مطلب یہ کہ جب انسان پر بار بار صدموں، آفتوں اور مصیبتوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہو تو تب تک انسان صبر کرنے کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ جب صدمہ آتا ہے تو اس وقت انسان کا اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ بات تو جب ہے کہ پہلے ہی صدمے پر صبر و حوصلے کا مظاہرہ کرے اور اپنی زبان سے کوئی نازیبا کلمہ نکالنے کی بجائے راضی بالقضا رہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ مصیبت کی ابتداء میں جو صبر ہوتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کو منظور و مقبول ہوتا ہے بعد میں تو ہر ایک صبر کرتا ہی ہے۔

نماز کا سہارا:

آفتوں، مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات کے لئے دوسرا نسخہ نماز ہے۔ اس لئے کہ نماز کو انسان کی تمام حاجتیں پوری ہونے اور آفات وبلیّات دور ہونے میں ایک خاص تاثیر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی والا کام پیش آتا تو آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ جب کوئی مومن بندہ اپنی پریشانیوں اور حاجتوں کو لے کر اللہ کے دربار میں کھڑا ہو جاتا ہے، نماز کے تمام ارکان کو تعدیل اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتا ہے، اور اللہ کے حضور دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو بالکل ختم کر دیتے ہیں یا پھر اپنے مومن بندے کے دل کو اتنی تقویت دیتے ہیں کہ وہ اس مصیبت کو بہت ہلکا محسوس کرنے لگتا ہے۔ دراصل نماز عبدِ مؤمن کے دل میں ایک ایسا نور پیدا کرتی ہے کہ جو دوسری کسی عبادت سے پیدا نہیں ہوتا، یہ ایمان ویقین اور اعتماد علی اللہ کا نور ہوتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے لوگ نماز کا سہارا لیتے ہیں مگر ان کی مشکلات میں کمی نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازوں اور دعاؤں میں خشوع اور توجہ نہیں ہوتی بلکہ بے توجہی کی کیفیت ہوتی ہے، بغیر توجہ، عاجزی وانکساری سے مانگی گئی دعائیں کیسے قبولیت کے دروازے تک پہنچ سکتی ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی معیت کا حصول:

چنانچہ جو شخص ان مصیبتوں کے وقت اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق صبر وصلوٰۃ کا سہارا لے تو اللہ تعالیٰ کی معیّت یعنی اس کی تایید ونصرت اس عبدِ مومن کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ پھر کارگہِ حیات میں، دینی اعمال کی ادائیگی میں، حق کی جدوجہد میں، دین کی دعوت میں، جہاد فی سبیل اللہ میں غرض ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی تایید ونصرت عبدِ مومن پر سایہ فگن رہتی ہے۔

صبر کے مواقع:

پہلی آیت کے بعد اگلی دو آیات میں وہ مواقع بھی بیان فرمائے ہیں جہاں انسان اکثر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے اور جزع فزع شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً O اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جب مجاہدین میدانِ کارزار میں اترتے ہیں تو کوئی مجاہد شہید ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوتا اور کوئی زخموں کو اپنے جسم پر سجائے واپس آتا ہے۔ بظاہر یہ صدمے کی بات ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر تسلی دی ہے کہ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ مت کہو وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے ہو'' حدیث شریف میں آتا ہے شہداء کی ارواح جنت کے سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور جنت سے اپنا رزق حاصل کرتی ہیں۔ O کبھی کسی دشمن کا خوف انسان پر طاری ہو جاتا ہے، انسان جزع فزع کرنے لگتا ہے۔ O کبھی قحط سالی ہو جاتی ہے یا انسان اس قدر تنگدست ہوتا ہے کہ اپنی بھوک مٹانے کے قابل نہیں رہتا، فقر وغربت طاری ہو جاتے ہیں۔ O کبھی تجارت میں، گھر کے اسباب میں یا دیگر اموال میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے، سارا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جاتا ہے۔ O بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی حادثے میں انسان اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے یا کبھی کھیتی تلف ہو جاتی ہے...... یہ تمام مواقع ایسے ہیں

کہ انسان کی ساری جمع پونجی داؤ پر جاتی ہے O اہل ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص معاملہ ہوتا ہے اس لئے وہ بھی آزماتے ہیں کہ دیکھیں میرا بندہ کیا کر رہا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ آتا ہے أَحَسِبَ النَّاسُ اَن یُّتْرَکُوْا اَن یَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْن. کیا لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دئے جائیں گے کہ انہوں نے "آمنّا" کہہ دیا ہے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے؟)

صابرین کوخوش خبری:

وَ بَشِّرِ الصابرین الخ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجئے" وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں اِنَّا للہ و انا الیہ راجعون کہ ہم تو اللہ کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جو مومن بندے کو تکلیف پہنچائے وہ "مصیبت" ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "جب کسی مؤمن بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کرلی؟......تو وہ فرشتے کہتے ہیں جی ہاں!......اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کیا تم نے اس کے دل کا ٹکڑا قبضے میں لے لیا؟......فرشتے کہتے ہیں جی ہاں!......اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں تو پھر میرے بندے نے کیا کہا؟......فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آپ کی حمد بیان کی اور آپ کی طرف رجوع کیا......پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تیار کرواور اس کا نام "بیت الحمد" رکھو" (قرطبی) یہ تو ایک مصیبت پر اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اصل عطا اور خوش خبری تو یہ ہے کہ اللہ مومنینِ صابرین کے لئے فرماتے ہیں کہ "یہی لوگ ہیں جن پر اس کی نعمتوں کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور مغفرت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، حق یہ ہے کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

الہدیٰ:

O آفات و بلیّات اور پریشانیوں کے وقت صبر و صلوٰۃ کے ذریعے رحمت الٰہی کا دامن پکڑنا چاہئے۔

O اللہ کی راہ میں جو لوگ شہید ہو جائیں انہیں عام مردوں کی طرح مردہ نہیں کہنا چاہئے۔

O اگر کبھی بھوک اور خوف غالب ہو جائے، یا مال و اسباب میں نقصان ہو جائے تو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

O کبھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو موت، بھوک، خوف اور مالی نقصانات کے ذریعے آزماتے بھی ہیں، ایسے مواقع پر قدرت کا شکوہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہر دم راضی بالقضا رہنا چاہئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کرنا چاہئے۔

O جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیتے ہیں ان پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور یہ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اہل ایمان کے متعلق فرماتے ہیں کہ: "یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اور ہدایت پر ہونے کی باقاعدہ سند ہے جس کے بعد کسی سند کی ضرورت نہیں رہتی۔

درس حدیث

یحییٰ نعمانی (الفرقان، لکھنؤ)

یقین وتوکُّل اور رضا بالقضا

اللہ پر یقین اور توکل ان چند بنیادی ایمانی صفات میں سے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ لائی گئی اللہ کی ہدایت اور علم سے پیدا ہوتی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام انسانوں کو بتلاتے ہیں کہ اس کارخانۂ عالم میں جو کچھ ہوتا ہے، جو بنتا اور بگڑتا ہے، سب کچھ صرف اللہ کے حکم اور اسی کے فیصلے سے ہوتا ہے۔ وہی سب کچھ کرنے والا علیم وقدیر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس سے پرسش کرنے والا نہیں۔ اس دنیا میں بظاہر یوں نظر آتا ہے کہ بہت سے مادی اسباب اور ہستیوں کے ذریعہ کام انجام پا رہے ہیں، مگر انبیاء علیہم السلام کی ہدایت سے بہرہ ور بندۂ مومن کو اس حقیقت پہ شرح صدر ہوتا ہے کہ ان اسباب کی حیثیت محض ذرائع کی ہے (جو اللہ کی غیبی مشیئت کا پردہ ہیں) ورنہ اصل فیصلہ اور کام صرف اور صرف اللہ کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بتلائی ہوئی اس حقیقت کو معارف الحدیث میں ایک بڑی عام فہم مثال سے سمجھا دیا گیا ہے۔ حضرت صاحبِ معارف مولانا محمد منظور نعمانی قدّس سرہ فرماتے ہیں: ''جس طرح گھروں میں پانی جن نلوں سے پہنچتا ہے وہ پانی پہنچانے کے صرف راستے ہیں، پانی کی تقسیم میں ان کا اپنا کوئی دخل اور کوئی حصہ نہیں ہے، اسی طرح اس عالم وجود میں کارفرمائی اسباب کی بالکل نہیں ہے، بلکہ کارفرما اور مؤثر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کا حکم ہے۔''

(معارف الحدیث دوم صفحہ ۳۰۷)

دل کے اندر اس حقیقت پر یقین کے بعد ایک صاحب ایمان کا اپنے ہر کام اور زندگی کے ہر میدان میں ایک خاص حال ہونا چاہئے۔ یعنی وہ اپنے تمام کاموں میں اور زندگی کے ہر فیصلے اور اقدام میں اللہ پر بھروسہ اور اعتماد کرے، ذرائع اور اسباب کے طور پر وہ دنیا کی ہر چیز اور ہر جائز طریقہ استعمال کرے گا، مگر اس کا اصل اعتماد صرف اللہ کی ذات پر ہوگا، وہ اسی کی ذات اور اسی کے کرم سے امید رکھے گا اور اسی سے لو لگائے گا۔ ایک بندۂ مومن کے اس حال کا نام دین کی اصلاح میں توکل ہے۔

اللہ پر بھروسہ اور اس کی قدرت پر بھروسہ کرنے کا یقینی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مومن ہر وقت اور ہر حال میں اپنے اندر ایک خاص قسم کا اعتماد اور بے فکری کا احساس کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس پر اچھے برے جس قسم کے حالات آرہے ہیں وہ

سب اللہ کے فیصلے سے آ رہے ہیں۔اس کو بھروسہ ہوتا ہے کہ اس کا اللہ اس کے لیے بہتر ہی فیصلہ کرتا ہے،اور کامیابی ناکامی اور ترقی وتنزلی دونوں صورتوں میں اس کے لیے انجام کار خیر ہی ہے۔اس لیے وہ اللہ کے ہر فیصلے پر راضی اور خوش رہتا ہے، یہی رضا بالقضا کا مقامِ بلند ہے،اور اس کا سب سے مکمل اظہار اس وقت ہوتا ہے جب بندہ پریشانی اور تکلیف یا ناکامی کے وقت اپنے مالک کی تعریف ہی کے گن گاتا ہوا اس کی حمد وثنا کرتا ہے۔رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت کے کاملین اور بارگاہ الٰہی کے مقربین کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ ناکامیوں اور تکلیفوں کے وقت میں اللہ سے عافیت اور کامیابی کی دعا تو ضرور مانگتے ہیں،مگر اس وقت بھی اپنے مالک سے وفاداری اور بندگی ونیاز کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ہر حال میں اللہ کی حمد وثنا اور اس کی تعریف ہے۔

ہماری عملی زندگی میں توکل کا تقاضہ یہ ہے کہ جب پوری طرح غور وفکر کر کے کسی کام کا یا اقدام کا فیصلہ کر لیا جائے تو پھر گھبراہٹ اور ہر طرح کے پس وپیش کے بغیر پوری ہمت وعزیمت کے ساتھ اللہ کے بھروسے اور اعتماد پر وہ کام کر گذرا جائے،اور یہ بات دل میں تازہ رہے کہ جہاں تک غور وفکر کا تعلق تھا ہم نے اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی،اسباب بھی اپنی استطاعت کے بقدر اختیار کیے،اور جو کیا وہ صحیح سمجھ کر کیا،اب آگے اللہ کا فیصلہ۔اس لیے کہ اصلاً تو کام پورا کرنے والی اور کامیابی دینے والی ذات اللہ کی ہے، وہ چاہے گا تو ضرور کامیابی ملے گی۔اب کام کی مشکلات اور راستہ کی رکاوٹوں سے گھبرانے کی کیا ضرورت؟ اللہ نے مجھے مکلّف بنایا تھا کہ ممکن اسباب اختیار کیے جائیں،اور اپنی عقل سے سوچ سمجھ کر کیا جائے،اس میں،میں نے کمی نہیں کی۔اب جو وہ چاہے گا وہی ہوگا،اور وہ میرے لیے بہتر ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے اس طرح اللہ پر توکل کی تعلیم دی گئی کہ جب جنگ (یا کسی اور نازک مسئلے) کا سامنا ہو تو پہلے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرو، پھر جب کسی بات پر رائے ٹھہر جائے تو اس کے مطابق عمل کرنے کا پکا ارادہ کر لو،اور پھر اللہ کے بھروسے اس کام میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہ رکھو،اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس پر (اس طرح) بھروسہ کرتے ہیں۔اس لیے کہ کامیابی اور ناکامی سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے، وہ مدد کرنا چاہے تو بظاہر حالات واسباب کیسی ہی ناکامی کی طرف اشارہ کرتے ہوں تم کو اب (جب مشورے اور غور وفکر کے بعد کوئی قدم اٹھایا ہے) گھبرانا نہیں چاہیے۔غزوۂ احد کے واقعات پر جو آیتیں مختلف تنبیہات اور ہدایتیں لے کر اتریں ان میں ارشاد ہوتا ہے:

”وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمرِ، فَاِذَاعَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْن. اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمْ. وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذاالَّذِي يَنْصُرْكُمْ مِنْ بَعْدِه، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ المتوكلون“ (آل عمران ۱۵۹-۱۶۰)۔

اس آیت میں توکل کی پوری حقیقت آ گئی ہے۔اللہ پر بھروسے اور اعتماد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان ہاتھ پاؤں

باندھ کر بیٹھا رہے، اور یوں کہے کہ میں تو کچھ نہیں کروں گا، اللہ ہی سب کچھ کرنے والا ہے وہ چاہے گا تو میرا کام بن جائے گا۔ اس آیت میں آنحضرت ﷺ کو حکم دیا گیا کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اپنے لوگوں سے مشورہ کیا جائے، غور و فکر کر کے رائے طے کی جائے اور پھر پختہ ارادے کے ساتھ کام شروع کیا جائے اور پوری مستعدی اور تندہی کے ساتھ اس کو انجام دیا جائے۔ لیکن اپنی کوششوں اور ظاہری اسباب پر نظر نہ ہو، نہ ان کی کمی اور حالات کی ناسازگاری پر گھبرایا جائے، اپنی جیسی کوشش کے بعد اللہ کی قدرت پر اعتماد کیا جائے کہ وہ جیسا چاہے گا وہ ہو کر رہے گا، نہ اسباب سے حقیقی طور پر کچھ ہونا ہے اور نہ حالات سے۔

غلط سمجھا ہے جس نے یہ سمجھا کہ توکّل کا اصل مقام یہ ہے کہ اسباب ترک کر کے بیٹھ رہا جائے کوشش نہ کی جائے اور اللہ کے فیصلوں کا انتظار کیا جائے۔ یہ کسی کا ذاتی حال اور ذوق ہو تو ہو مگر اس کا توکّل کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ توکل ایک ایمانی حقیقت اور قربِ الٰہی کا ایک خاص مقام ہے۔ اور ایمانی حقائق اور قرب الٰہی کے مقامات میں کامل ترین نمونہ سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، جس کو کمال حاصل ہونا ہے انہی کے طریقہ سے اور ان کی اتباع سے ہی ہونا ہے۔ ان کا توکّل ہی کامل و اکمل توکّل ہے۔ مشہور صوفی بزرگ اور امام طریقت سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں: ''جس نے اسباب کی جدو جہد ترک کی اس نے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ چھوڑا، اور جس نے (بالکل ہی) توکل چھوڑا اس نے ایمان چھوڑا۔ توکّل اللہ کے رسول ﷺ کا حال اور آپ کی باطنی کیفیت ہے، اور اسباب کی جدو جہد آپ ﷺ کا طریقہ ہے'' (مدارج السالکین: ۱۱۶/۲)۔

توکل کی اعلیٰ ترین قسم:

زندگی کے ہر لمحے اور ہر کام میں اللہ کی ذات پر بھروسہ اور اعتماد توکل ہے، اپنی ذاتی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کے لیے بھی اس پر بھروسہ اور اعتماد بھی توکل کی عظیم ایمانی صفت ہے۔ مگر اگر اللہ کے بندے اس کے دین کی دعوت اور اس پر استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ خود جمنے اور دوسروں کو جمانے کے راستے میں کوششیں کریں، اپنی طرف سے پورے غور و فکر اور محنت کے ساتھ اس کی رحمت اور کارسازی پر یقین رکھتے ہوئے اپنی دھن میں لگے رہیں، اور اس راہ میں ان کا حال یہ ہو کہ وہ مخالفوں کی مخالفتوں اور حالات کی ناسازگاری سے پریشاں خاطری اور گھبراہٹ کے شکار ہونے کے بجائے اللہ کی قدرت اور رحمت پر اعتماد کرتے رہیں، اور اس حقیقت کو مدنظر رکھیں کہ ان سے جو ہو سکا وہ انہوں نے کر دیا، اب وہ ہوگا جو اللہ کو مقصود ہوگا اور اس کی حکمت کا فیصلہ ہوگا۔ تو ان کا یہ حال توکل کی اعلیٰ ترین قسم اور اس کا بلند ترین درجہ ہے۔ قرآن مجید نے دسیوں جگہ رسول اللہ ﷺ اور آپ پر ایمان لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم دیا ہے کہ کفار کی سازشوں اور اللہ کے باغیوں کی سرکشی اور ان کی طاقت سے مت گھبرائیں، مخالف اور مایوس کن حالات سے نہ

پریشان ہوں۔اللہ کے دین پراوراس کے احکام پر جمے رہیں۔اوراللہ پر بھروسہ رکھیں،وہ بہت طاقت والا اوررحمت کرنے والا ہے،مثلاً سورہ ہود کے آخر میں گذشتہ انبیاءعلیہم السلام کی استقامت اورتوکّل سے بھرپورتاریخ سنانے کے بعدارشاد ہوتا ہے''فاستقم کما امرت ومن تاب معک ......وتوکّل علیه....''تواے محمدتم اورتمہارے ساتھ اللہ کی رحمت و توجہ کے طلب گاراہل ایمان بھی جمے رہیں،ان مشکل حالات میں اِن ظالموں کی طرف اوران کے طریقے کی طرف ہرگز نہ مائل ہوں۔نمازوں پراوراللہ سے تعلق پرتوجہ دیں اورراہ حق پر جمے رہیں۔اللہ نے ایسے ظالموں کے لیے ہلاکت اور بربادی کاانجام طے کیا ہوا ہے۔پچھلے رسولوں کی تاریخ بیان کرکے ہم تم لوگوں کے لیے دل بستگی اوراطمینان کاسامان کرتے ہیں۔بہرحال اس کشمکش میں ہوگا وہی جواللہ چاہے گا۔تم کوثابت قدمی کے ساتھ اس کے فیصلے کاانتظارکرنا چاہئے۔لہٰذااسی کی عبادت کرواوراس پربھروسہ رکھو۔اللہ تم جوکچھ کررہے ہواس سے بے خبرنہیں ہے۔

اب اس سلسلہ کی چنداحادیث ملاحظہ فرمائی جائیں:توکل کے مضمون کاایک جامع بیان توحضرت ابن عباس ﷺ کی اس روایت میں آ گیا تھاجواحسان کے باب میں گذرچکی ہے۔یہاں اس کوپھردرج کیاجارہاہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن آنحضرت ﷺ کے پیچھے کسی سواری پربیٹھا ہوا تھا،کہ آپؐ مجھ سے مخاطب ہوکرفرمانے لگے۔لڑکے!میں تم کوچند باتیں سکھاتا ہوں (لہٰذاغور سے سنو)اللہ کاخیال رکھووہ تمہاراخیال رکھے گا،اورتمہاری حفاظت کرے گا۔اللہ کاخیال رکھو،اس کو(ہرموقع پراپنے ساتھ اور)اپنے سامنے پاؤگے۔مانگوتواللہ سے مانگو،مدد چاہوتواللہ سے مدد چاہو۔اچھی طرح جان لو!اگرساری مخلوق مل کرتم کوکوئی فائدہ پہنچانا چاہےتوبس وہی فائدہ پہنچاسکتی ہے جواللہ نے تمہارے لیے مقدّرکررکھا ہے۔اوراگرساری مخلوق مل کرتم کوکوئی نقصان پہونچانا چاہےتوبس وہی نقصان تم کوپہونچاسکتی ہے جواللہ نے تمہارے لیے مقدراورطے کررکھا ہے۔(اب اللہ کے فیصلے کوکوئی بدل نہیں سکتا)تقدیرکے قلم اُٹھالیے گئے اورصحیفے خشک ہوگئے۔(مسنداحمد)

درحقیقت یہ یقین اورقلبی اذعان کی کیفیت کہ ساری مخلوق اپنے اسباب اورطاقتوں کے ساتھ بس وہی نفع پہنچاسکتی ہے جو اللہ فیصلہ فرمادے،اوروہی بگاڑسکتی ہےجس کااللہ فیصلہ فرمائے،اس کے علاوہ ایک ذرہ کے بقدربھی کسی کی طاقت نہیں یہی حال وکیفیت توکل ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ(ایک سلسلۂ بیان میں)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:میری امت میں سے ستر ہزارلوگ بغیرحساب کتاب جنت میں داخل ہوجائیں گے۔وہ بندگان خداوہ ہوں گے جومنتراورجھاڑپھونک نہیں کراتے،بدشگون نہیں لیتے اوراللہ پربھروسہ کرتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

عربی زبان میں ستر، اورستر ہزار کا لفظ بسا اوقات محض کثرت اور غیر معمولی بہتات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بے محاسبے کے جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی......۔اس روایت میں جنت میں بے محاسبے کے اوّلین داخلے کے مستحق لوگوں کی ایک خاص صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ پر ایسا بھروسہ رکھنے والے ہوں گے کہ اپنی ضروریات اور کاموں میں جائز اور مناسب اسباب ہی اختیار کریں گے اور ایسے ذرائع سے پرہیز کریں گے جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہیں کیونکہ اصل کارفرما ذات اللہ کی ہی ہے۔ یہ اسباب تو محض اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے پورے ہونے اور ظاہر ہونے کے ذرائع ہیں۔ پھر جو بندے اس طرح اللہ پر بھروسہ کریں گے اللہ ان کے کام بنا بھی دے گا (ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ)۔عربوں میں اسلام سے پہلے منتر اور جھاڑ پھونک کا بڑا رواج تھا۔ بہت سے منتر صریح طور پر شرکیہ ہوتے تھے، اور بہت سے مشتبہ۔ اور جھاڑ پھونک سے چوں کہ جو شفا ہوتی ہے یا مرض دور ہوتا ہے وہ عام لوگوں کو ظاہری اسباب کے نقطۂ نظر سے اس طرح سمجھ میں نہیں آتا جس طرح دواؤں سے شفا پانی سمجھ میں آتی ہے، اس لیے اس میں اس کا بڑا خطرہ رہتا ہے کہ کم سمجھ لوگ اس سے بداعتقادیوں اور شرک تک میں مبتلا ہو جائیں۔ اور ایسا ہوتا بھی تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ انتظام کیا کہ رسول اللہؐ کے ذریعہ سے امت کو قرآنی آیات اور ماثور دعاؤں کے ذریعہ دم کرنے اور ان کی برکت سے شفا حاصل کرنے کا طریقہ سکھلایا۔ حضور ﷺ اور صحابۂ کرام انہی سے دم کیا کرتے تھے۔ یہ کلمات اللہ سے دعا پر اور اس کی حمد وثنا پر مشتمل ہوتے تھے جس سے مزید ایمان پختہ ہوتا ہے اور غیر اللہ سے یقین اٹھتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے (بذل المجھود: ۸/۵ کے حاشیہ میں) تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرت نے جس جھاڑ پھونک کو توکل کے خلاف کہا ہے وہ قرآنی آیات اور ماثور دعاؤں کے علاوہ دوسرے کلمات سے جھاڑ پھونک کروانا ہے۔ اگر وہ کلمات شرکیہ ہیں تب تو وہ صرف توکّل کے ہی نہیں ایمان کے بھی خلاف ہیں، اور اگر ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے تو چونکہ ان سے عوام میں غلط فہمیاں پھیلنے کا اندیشہ ہے اس لیے وہ بھی نامناسب اور خلاف توکل ہیں، اور اگر وہ قرآنی آیات سے یا ماثور دعاؤں میں سے ہو تو وہ توکّل کے خلاف نہیں ہے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ یہ اس سلسلہ میں بڑی ہی متوازن رائے ہے۔ اسی طرح پرندوں یا دوسری چیزوں سے بدشگونیاں لینا اور ان سے متاثر ہو کر اپنے ارادے بدلنا بھی جاہلیت کی وہم پرست ذہنیت کا خاصہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو بھی توکّل کے خلاف قرار دیا۔ اس حدیث کی خاص تعلیم اور سبق یہ ہے کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے جائز اور مناسب وسائل اور ذرائع ہی استعمال کیے جائیں۔ اور اگر کوئی مقصد کسی ناجائز ذریعے کے بغیر پورا نہ بھی ہو رہا ہو تب بھی اللہ پر بھروسہ کر کے اعتماد کیا جائے کہ اس کے حکم کی پابندی ہی میں کامیابی ہے، وہ ہی اصل بنانے اور بگاڑنے والا ہے وہ کسی طرح بھی انسان کو کامیاب کر سکتا ہے۔ (جاری ہے)

محمد سعید الدین تسکینؔ دہلوی

شیطان سے حفاظت

اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو شیطان کے نام سے واقف نہ ہو۔ بچے سے لے کر بڑھے تک اِس سے واقف ہیں۔ بچے کو ذرا عقل وتمیز آئی اور اس کا نام اس کے گوش گزار ہوا۔ اِس نے وہ شہرت پائی ہے کہ ملائکہ مقربین کو بھی حاصل نہیں، اسرافیلؑ ،عزرائیلؑ ، میکائیلؑ کی بابت اگر کسی جاہل گنوار سے پوچھا جائے تو وہ اپنی لاعلمی ظاہر کرے گا اور اگر اُسی سے شیطان کو دریافت کیا جائے تو وہ سنتے ہی لاحول پڑھ دے گا۔

عوام کو جس قدر اِس کے نام سے واقفیت ہے اُسی قدر اس کے کارہائے نمایاں اور ہتھکنڈوں سے ناواقف ہے بچے سے لے کر بڑھے تک اس کی کارسازیوں سے بے خبر ہیں' اور جو واقف ہیں وہ بھی وقتاً فوقتاً اس کا شکار ہوتے رہتے ہیں' پھر بھی نہیں سمجھتے۔

اسلام نے اس کی بیخ کنی کی ابتدا ہی سے تدابیر اختیار کی ہیں بچوں کو جب ذرا ہوشیار ہوں اور سمجھنے کی قابلیت پیدا ہو اُس کے دامِ تزویر سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ قرآن پاک میں ایک چھوٹی سی سورت اِسی شیطان سے متعلق ہے، وہ سب بچوں کو پڑھائی جاتی ہے مگر صرف طوطے کی طرح۔ افسوس کہ مکتبوں میں اس کے سمجھانے کی طرف مطلق توجہ نہیں دی جاتی۔ اگر ابتدا ہی سے اس کے معانی بچوں کے ذہن نشین کرائے جائیں تو آئندہ گمراہی کا بہت کچھ سدِّ باب ہوسکتا ہے۔ سورت مبارک یہ ہے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے میں آدمیوں کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں مَلِکِ النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ (اور وہ نہ صرف آدمیوں کا پروردگار ہے بلکہ اُن کا) بادشاہ اور معبود بھی ہے۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (اور کس بات سے پناہ لیتا ہوں) خنّاس (شیطان) کے وسوسوں کی بُرائی سے۔ اس کے بعد بتایا جاتا ہے کہ خنّاس کون ہے اور وہ کیا چیز ہے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ . خنّاس وہ ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ پھر آگے اور زیادہ تشریح کی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے مِنَ الجِنَّۃِ وَالنَّاسِ وہ خناس جنّوں میں سے بھی ہے اور آدمیوں میں سے بھی۔

اس سورۃ شریف میں اللہ تعالیٰ کا خطاب حضور انور ﷺ سے ہے مگر تعلیم تمام اُمت کو ہے۔ بتایا گیا ہے کہ خناس یعنی شیطان لوگوں کے دلوں میں بُرے وسوسے ڈالتا ہے۔ اور وہ جنات میں سے بھی ہے اور انسانوں میں سے بھی

ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ بعض خیالاتِ بد انسان کے دل میں عالمِ جنّات کی خبیث ارواح کی جانب سے بھی القا ہوتے ہیں۔ان سے بچنے کے لئے خدا سے پناہ مانگنی اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھنا چاہیے اور طبیعت کو ان سے ہٹانا چاہیے۔

بعض خیالات بد ایک انسان سے دوسرے انسان کے دل میں آتے ہیں مثلاً کسی نے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھا اور اس کو بھی اس بُرے کام کے کرنے کی ترغیب ہوئی۔ایسا بُرا کام کرنے والا انسان دوسرے ناکردہ گناہ انسان کا شیطان ہے۔اس کی بہت سی صورتیں ہوجاتی ہیں۔انسان کی تحریر سے' تقریر سے،افعال سے' حرکات وسکنات سے،ارشادات سے' دوسرے اشخاص کی طبیعتیں بُرے نتائج اخذ کرتی ہیں' اور ایسے لوگ جو دوسروں کو اپنے کردار سے برے نتائج اخذ کرنے کا موقع دیتے ہیں۔درحقیقت شیطان ہیں۔اسی لئے بعض علماء کہتے ہیں کہ جس سے طبیعتِ انسانی براخیال اخذ کرے وہی شیطان ہے۔گویا براخیال خواہ کسی صورت سے دل میں آئے مجسّم شیطان ہے، کیونکہ خیال بھی ایک لطیف مادّی جسم رکھتا ہے' وہ دماغ کے مادّہ سے پیدا ہوا ہے اس لئے اُس کو ایک مجسّم ہستی مانا ہے اور عوام کو سمجھانے کے لئے تمام تجسیمی لوازم اس کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔خیالاتِ بد سے دل کو پاک کرنا درحقیقت شیطان کی جڑ کاٹنی ہے۔علم اخلاق کا دارومدار اسی پر ہے۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ برے خیالات اکثر نیکی کے پیرائے میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور انسان کو پریشان وگمراہ کردیتے ہیں۔مثلاً آدمی کوئی نیک کام کرنا چاہتا ہے مگر بدخیال دوراندیشی کے لباس میں ظاہر ہوکر اور طرح طرح کی وجوہات سمجھا کر اُس نیک کام سے باز رکھتا ہے۔بروقت اِس کو سمجھنا انسان کے لئے ذرا مشکل ہوتا ہے اور اکثر تو اس مقام پر دھوکا کھا جاتے ہیں۔

شیطان کی مکاریاں اور فُسوں سازیاں تخلیقِ آدم سے تااِیں دَم تسلسل' طاقت اور نہایت فصاحت وبلاغت سے جاری ہیں۔ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے قرآن کریم کے احکام، نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور اُسوۂ حسنہ، صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال وکردار اور ان کی ایثار واخلاص سے معمور زندگی سے ہی نورِ ہدایت اور درسِ عبرت حاصل ہوسکتا ہے اور اللہ کی مخلوق شیطان کے شر سے بچ کر راہِ راست پر آسکتی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِهٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ.

☆......☆......☆

خلافت وملوکیت

خلافتِ راشدہ کا اطلاق

امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے پیغمبر ﷺ کی خلافت ایک عظیم الشان کام ہے، جس کی قابلیت لوگوں میں متفاوت ہوتی ہے، لہٰذا علمائے محققین نے اس کے حسب ذیل مدارج بیان کئے ہیں۔''

درجۂ اوّل' خلافتِ راشدہ خاصہ: جس کو خلافت علیٰ منہاج النبوت بھی کہتے ہیں......تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے اور علمائے محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ درجہ خلافت کا حضرات خلفاء ثلاثہ کو حاصل تھا اور انہیں پر ختم ہوگیا......ان تینوں خلافتوں میں بھی حضرات شیخینؓ کی خلافت کا درجہ بہت عالی ہے۔

درجۂ دوم' خلافتِ راشدہ مطلقہ: یہ درجہ خلافت کا گو پہلے درجہ سے رتبہ میں کم ہے مگر پھر بھی اس کی شان نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ درجہ خلافت کا ان لوگوں کے لیے ہے جن کا مستحق خلافت ہونا' صاحب فضائل ہونا آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہو۔ مگر امت پر ان کا خلیفہ بنانا لازم نہ کیا ہو۔ یہ درجہ عالی خلافت کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا۔ اور چھ مہینے حضرت حسن مجتبیٰؓ کو حاصل رہا اور ان پر ختم ہوگیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس تک رہے گی۔ اس سے مراد یہی دونوں قسمیں خلافت کی ہیں۔

قسم سوم' خلافتِ عادلہ: یہ درجہ پہلے دونوں درجوں سے بہت گھٹا ہوا ہے، اور اس درجہ کے حاصل ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ خلیفہ جامع الشرائط ہو......حضرت معاویہؓ کی خلافت اسی میں داخل ہے۔ اس قسم میں بعض خلافتیں ایسی کامل ہوئی ہیں۔ کہ بوجہ ہمرنگ خلافت راشدہ ہونے کے بعض علماء نے ان کو خلافتِ راشدہ میں شمار کیا ہے۔ جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت۔

قسم چہارم' خلافتِ ناقصہ یا خلافتِ عامہ: یہ درجہ بالکل ہمرنگ بادشاہت وسلطنت ہے۔ (مجموعہ تفسیر آیات ص۸۲۔۸۴)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ:

''اجی حضرت! اہلسنت گو سب کو خلیفہ کہیں۔ پر (موعود) خلیفۂ برحق اور خلیفۂ راشد چار یار ہی کو سمجھتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے جیسے اولاد کو ہر کوئی خلف کہتا ہے پر خلف الرشید اس کو کہتے ہیں' جو فرزند کامل ہو......سو خلیفۂ راشد تو چار یار تھے اور یزید، ولید، عبدالملک وغیرہ مروانی، عباسی اکثر ناخلف تھے اور حضرت امیر معاویہؓ اس باب میں نہ خلیفۂ راشد ہیں

نہ نا خلف ہیں...... بالجملہ اہلسنت خلیفہ سبھی کو کہہ دیا کرتے ہیں، اس لفظ میں کچھ بزرگی نہیں' اس کے معنی فقط جانشین کے ہیں۔ سو تمہیں کہو اس میں کیا بزرگی ہے۔ اگر کسی نیک آدمی کی جگہ کوئی بدمعاش بیٹھ جائے تو اس کو جانشین تو ضرور کہیں گے پر اس میں کچھ بزرگی نہ نکلے گی۔ ہاں لفظ راشد بزرگی پر دلالت کرتا ہے۔ اس صورت میں خلیفہ کی دو قسمیں ہوں گی۔ ایک خلیفۂ راشد اور یہ چار یار اور پانچویں پانچ چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسنؓ ہو گئے تھے۔ دوسرا خلیفۂ غیر راشد اور خلیفۂ غیر راشد کو بادشاہ اور ملک بھی سنیوں کی اصطلاح میں کہتے ہیں۔ یزید اور عبدالملک وغیرہ سب اسی قسم کے ہیں۔ ہاں عمر بن عبدالعزیز البتہ مروانیوں میں سے خلیفہ راشد ہوئے ہیں۔''

(اجوبہ اربعین ص ۱۸۷، ۱۸۸۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ' دسمبر ۱۹۸۱ء)

اس عبارت میں حضرت معاویہؓ کا مقام و مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بھی بہت نیچے دکھایا گیا ہے۔ حضرت موصوف نے حضرت حسنؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کو تو زمرۂ خلفائے راشدین میں شامل کر لیا مگر حضرت معاویہؓ پر صراحتاً خلیفہ راشد کا اطلاق نہیں ہونے دیا گیا۔

حضرت نانوتویؒ ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''باقی رہے امیر معاویہ ہر چند ان کو بظاہر تمکین میسر آئی۔ لیکن وہ حقیقت میں تمکین دین نہ تھی۔ تمکین ملک وسلطنت تھی۔ چنانچہ واقفانِ فنِ سیَر پر پوشیدہ نہیں کہ خلفائے اربعہ کے اطوار اور انداز اور امیر معاویہ کے اطوار اور انداز میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ان کی گزران فقیرانہ اور زاہدانہ تھی اور امیر معاویہ کا طور ملوک کا سا تھا۔ اس لیے اہلسنت ان کو باوجودیکہ صحابی سمجھتے ہیں خلفاء میں نہیں گنتے' ملوک میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن ملوک' ملوک میں بھی فرق ہے۔ ایک نوشیرواں تھا' ایک چنگیز خان۔ سو یہ ہر چند ملوک میں سے تھے لیکن اس کے یہ معنی ہیں کہ خلفاء راشدین کے مقابلے میں دنیا دار معلوم ہوتے تھے۔'' (ہدیۃ الشیعہ ص ۶۷۔ ناشر: نعمانی کتب خانہ' اردو بازار لاہور۔ ۱۹۷۷ء)

جناب قاضی مظہر حسین امیر تحریک خدام اہلسنت لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ وعدہ خداوندی حکومت و خلافت کا مؤمنین صالحین ہی کے لیے تھا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ارادۂ خداوندی میں یہی تھا کہ ان اصحاب اربعہ کو ہی منصب خلافت عطا کیا جائے گا۔ اس لئے ان چار یار کی خلافت راشدہ موعودہ کا کوئی مومن بالقرآن انکار نہیں کر سکتا۔ برعکس اس کے اگر منکم اور الذین اخرجوا من دیارھم کو نظر انداز کر دیا جائے اور اس وعدۂ خلافت کو عام رکھا جائے تو سب سے پہلے ان خلفاء کا مؤمنین صالحین ہونا ثابت کرنا پڑے گا۔ پھر اس کے بعد ان کو خلفائے راشدین تسلیم کیا جائے گا اور خلفائے اربعہ کے بعد تو کسی خلیفہ کے بارے میں یہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا کہ وہ مؤمنین صالحین میں سے تھے۔ مخالفین کے لئے بحث کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور خلفاء صحابہؓ کے بعد تو

اہلسنت والجماعت کے لئے تاریخی روایات و واقعات کے پیش نظر یہ فیصلہ کرنا بہت دشوار ہوگا کہ فلاں خلیفہ صالح تھا یا نہیں.....'' (حضرت معاویہؓ کے نادان حامی غالی گروہ۔ص ۳۹)

موصوف آگے چل کر زیرعنوان ''خلاصۂ بحث'' لکھتے ہیں کہ:

''دیگر صحابۂ کرامؓ کی طرح حضرت امیر معاویہؓ بھی **اولٓئک ھم الراشدون** میں شامل ہیں۔آپ بدعائے نبوی ہادی ومہدی ہیں لیکن رشد وہدایت کے درجات متفاوت ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بحیثیت خلیفہ بھی قرآن وحدیث کے موعودہ خلیفہ راشد ہوں۔کیونکہ موعودہ خلافتِ راشدہ میں رشد کے جس درجہ کی ضرورت ہے وہ ان کو حاصل نہیں ہے۔اگر حضرت معاویہؓ کو وہ مخصوص مقام رشد حاصل ہوتا تو عشرہ مبشرہ میں بھی ان کو بذریعہ وحی ضرور شامل کیا جاتا۔علاوہ ازیں وہ بھی خلفائے اربعہ کی طرح مہاجرین اوّلین میں ہونے کا شرف حاصل کرتے۔تاکہ کسی کو بھی حضرت معاویہؓ کے قرآن کے موعودہ خلیفہ راشد ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔'' (ایضاً ص ۵۴)

یہ درست ہے کہ صحابہ کرامؓ کے درجے متفاوت ہیں۔خلفاء اربعہ کا درجہ ومقام بھی یکساں نہیں ہے۔اس کے باوجود ان پر خلفائے راشدین کا اطلاق کیا گیا ہے۔لیکن قاضی صاحب یہ نہیں بتاسکے کہ خلفاء اربعہ کو رشد وہدایت کا ایک جیسا درجہ حاصل تھا؟ کیا قرآن وحدیث میں رشد کی درجہ بندی کی گئی ہے؟

قرآن نے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو من حیث الطبقہ (الراشدون) راشد کہا لیکن معلوم نہیں کہ قاضی صاحب کے پاس کونسا آلہ ہے جس کے ذریعے انہوں نے حضرت معاویہؓ کے رشد کو ناپ یا تول کر اسے ناقص اور غیر معیاری قرار دیتے ہوئے انہیں زمرۂ خلفائے راشدین سے باہر نکال دیا۔

قاضی صاحب کو اس بات کا بھی شدید غم لاحق ہے کہ اگر حضرت معاویہؓ کو خلیفۂ راشد تسلیم کرلیا جائے تو پھر انہیں مؤمن صالح بھی ثابت کرنا پڑے گا اور آں محترم کے نزدیک ''خلفاء اربعہ کے بعد تو کسی خلیفہ کے بارے میں یہ ثابت کرنا مشکل ہوجائے گا کہ وہ مؤمنین صالحین میں سے تھے۔'' اگر راقم الحروف جیسا کوئی حضرت معاویہؓ کا ''نادان حامی اور غالی'' اگر مومن صالح ثابت بھی کردے تو پھر بھی قاضی صاحب کے پاس عظیم علمی ہتھیار موجود ہے کہ وہ صورتاً مؤمن صالح تھے حقیقتاً نہیں یا ''ایمان وصالحیت کا وہ درجہ انہیں حاصل نہیں ہے جو خلفائے راشدین کے لیے ضروری ہے۔''

موصوف نے حضرتِ معاویہؓ کے خلیفۂ غیر راشد ہونے پر ایک دلیل یہ بھی دی کہ: ''اگر حضرت معاویہؓ کو وہ مخصوص مقام رشد حاصل ہوتا تو عشرہ مبشرہ میں بھی ان کو بذریعہ وحی ضرور شامل کیا جاتا۔''

معلوم نہیں کہ قاضی صاحب نے بقائمی ہوش وحواس یہ دلیل پیش کی ہے......انہیں اتنی بات تو ضرور معلوم ہوگی کہ ''عشرہ مبشرہ'' کے حوالے سے ان حضرات کی یہی فضیلت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں نام بنام جنت کی بشارت

دی۔ قاضی صاحب کے استدلال سے ''صورتاً'' تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ان کے لیے حضرت معاویہ ؓ کو مؤمن صالح تسلیم کرنا مشکل ہے اسی طرح انہیں جنتی تسلیم کرنا بھی دشوار ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ صحابہ کے لیے جنت کا اعلان کیا ہوا ہے۔"وَ کُلاًّ وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی "کا اعزاز صحابہؓ کے لیے مخصوص ہے اور قرآن ہی میں یہ اعلان بھی ہے کہ جن کے لیے''حسنٰی'' ثابت ہو جائے تو وہ اولٰئک عنھا مبعدون "(انبیاء نمبر ۱۰۱) میں شامل ہیں یعنی جہنم کی آگ سے بہت دور ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ نے دس صحابہ رضی اللہ عنہم کو نام بنام جنت کی بشارت دی ہے اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں یوں اعلان فرمایا...... **لا تمس النار مسلماً رآنی......**

''آتش جہنم اس مسلمان کو نہیں چھو سکتی جس نے مجھے دیکھا ہو۔'' (مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

یہ روایت قرآنی تصریحات کے عین مطابق ہے۔ الغرض آنحضرت ﷺ نے ایک گروہ کے لیے یہ فرمایا کہ وہ جنتی ہے اور دوسرے گروہ کے لیے فرمایا اسے آگ نہیں چھو سکتی یعنی وہ جہنمی نہیں ہے۔ تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ جنتی ہے، اگر یہ مطلب نہ ہوتا تو یوں فرماتے کہ یہ نہ جنتی ہے نہ جہنمی ہے بلکہ اعرافی ہے۔ یہ کسی مسلمان کا نظریہ نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصیت کے ساتھ نام لے کر ہادی، مہدی اور جہنم سے محفوظ ہونے کی آنحضرت ﷺ نے دعائیں بھی فرمائیں۔ مزید برآں ان کے لیے آنحضرت ﷺ نے جنت کی بشارت بھی دی ہے۔ جسے صرف امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں سات مرتبہ مختلف ابواب میں نقل کیا ہے۔ اس حدیث میں جنت کی بشارت دی گئی۔ اس بشارت کے مصداق تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دور امارت وعہدِ عثمانی ہی میں ہو گئے تھے۔ قاضی صاحب تو تقریباً چودہ سو سال بعد اس شک کا اظہار کر رہے ہیں کہ اگر وہ بھی خلیفہ راشد ہوتے تو آنحضرت ﷺ انہیں بھی عشرہ مبشرہ میں شامل کر دیتے، اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ''عشرہ مبشرہ'' میں شامل نہیں ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ جنتی نہیں ہیں۔ محولہ بالا آیات واحادیث سے ان کا جنتی اور مومن صالح ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

قاضی صاحب نے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ''خلیفۂ راشد'' تسلیم کیا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ بھی ''عشرہ مبشرہ'' میں شامل ہیں؟ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ، قاضی صاحب، حضرت نانوتویؒ اور امام اہلسنت کے نزدیک عشرہ مبشرہ کے مصداق سے خارج ہو کر بھی خلیفۂ راشد ہو سکتے ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک کیوں روا رکھا جا رہا ہے؟ اگر قاضی صاحب "اولٰئِکَ ھم الراشدون" کی حقیقت پر غور کر لیتے تو انہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''بطور تتمہ کے خلیفہ راشد'' لکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔

چنانچہ موصوف ایک دوسرے مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

''اگر اکابر محققین میں سے کسی بزرگ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد لکھا ہے تو اس سے مراد بھی قرآن کے موعودہ خلیفۂ راشد نہیں ہیں بلکہ ان کے رشد و ہدایت کے خاص رنگ کی وجہ سے آپ کو راشد خلیفہ قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین کی خلافت کا تتمہ ہے اور آپ کی سیرت خلفائے راشدین کی سیرت سے خاص مشابہت رکھتی ہے اور اسی خصوصیت کی بناء پر آنحضرت ﷺ کی حسب ذیل پیش گوئی کا مصداق حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی قرار دیا گیا ہے۔ کہ **الخلافة بعدی ثلثون سنة** میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی۔ اس تیس سالہ مدتِ خلافت میں چار موعودہ خلفائے راشدین کا زمانہ قریباً ساڑھے انتیس برس ہے اور باقی چھے ماہ کی خلافت موعودہ خلافت راشدہ کا تتمہ ہے۔'' (عقیدہ خلافت راشدہ اور امامت ص ۱۴)

مولانا امجد علی رضوی بریلوی بضمن عقیدہ لکھتے ہیں کہ:

''نبی ﷺ کے بعد خلیفۂ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ پھر چھے مہینے کے لیے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ہوئے۔ ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی سچی نیابت کا پورا حق ادا کیا..... عقیدہ منہاج نبوت پر خلافت حقہ راشدہ تیس سال رہی کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے چھے مہینے پر ختم ہوگئی۔ پھر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کی خلافتِ راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوّل ملوک اسلام ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے۔ مگر کس کی؟ محمد الرسول اللہ ﷺ کی سلطنت ہے۔'' (بہار شریعت حصہ اوّل ص ۵۹، ۶۱)

وقار سادات، رأس الاتقیاء زینت بزم اہل اللہ جناب سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم نے تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے زمرۂ خلفائے راشدین میں شمولیت کی گنجائش ہی ختم کردی۔ اور ایک نئی اصطلاح سے متعارف کرادیا۔ چنانچہ انہوں نے قاری قیام الدین صاحب کی تالیف ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' پر تقریظ لکھتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے ساتھ ''خاتم الخلفاء الراشدین'' کا لقب لکھ ڈالا۔ (ص ۱۹)

اصطلاح خلافت راشدہ کا مآخذ

گزشتہ صفحات میں خلافت کا لغوی مفہوم، اس کی اصطلاحی تعریف' خلافتِ اسلام کی اہمیت وضرورت اور خلافت کی تقسیم کی وضاحت کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ الفاظ امیر، امراء، سلطان، سلاطین، امام، ائمہ، خلیفہ، خلفاء اور خلائف اپنے مصداق میں ہم معنی و مترادف ہیں۔ ان الفاظ کے استعمال سے نہ تو کسی کا فاسق، فاجر، اور ظالم ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ یہ کسی کی تنقیص اور مذمت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح مَلِک اور مُلُوک کی اصطلاحات

کے استعمال سے بھی اس کی حکومت کا خلافِ اسلام یا غیر دینی ہونا ہرگز مراد نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ انبیاء کے لیے بھی ان کا استعمال قرآن مجید سے ثابت ہے۔

خلافتِ راشدہ کی اصطلاح کا مآخذ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد ہے جو مختلف کتبِ حدیث میں پایا جاتا ہے۔ اس حدیث کے راوی سیدنا عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ: ''ایک دن ہمیں آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر ہمیں بلیغ اور نہایت مؤثر نصیحتیں فرمائیں جس سے دل دہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اس طرح نصیحت فرمائی ہے جیسے کہ یہ الوداعی نصیحت ہے۔ آپ ﷺ ہمیں مزید وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، امیر کی بات سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ خواہ وہ امیر ایک حبشی غلام ہی ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا' وہ زبردست اختلاف دیکھے گا **فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکو ابھا وعضوا علیھا بالنوا جذ وایا کم و محدثات الامور فان کل محد ثةبدعةوکل بدعة ضلالة** تو تم میری اور ''خلفائے رشدین مہدیین'' کی سنت کو لازمی پکڑو اور خوب مضبوطی سے داڑھوں سے پکڑو اور نئے کاموں سے احتراز کرو۔ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰، جامع ترمذی ص ۱۰۸ ج ۲، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۷۹، مسند احمد ج ۴ ص ۲۷، مستدرک ج ۱ ص ۹۵، دارمی ج ۱ ص ۲۶)

اس حدیث میں ''الخلفا الراشدین المھدیین کے الفاظ سے خلافتِ راشدہ کا تصور لیا گیا ہے اور اس خلافت کے حاملین کو خلفائے راشدین کہا جانے لگا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ حدیث میں تو صرف ''الخلفا الراشدین المھدیین'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس سے کوئی ادنیٰ ترین اشارہ بھی نہیں ملتا کہ راشد صرف چار ہیں اور پانچواں غیر راشد ہوگا۔ معلوم نہیں کہ عربی زبان کے کن قواعد کے تحت اور دین کے کس اصول کے مطابق چار کی تخصیص کر دی گئی۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ راشدہ اور غیر راشدہ اور ملوکیت وغیرہ کی اصطلاحات کا عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

(جاری ہے)

☆......☆......☆

رحمان خاور

حمد باری تعالیٰ

زندگی بھر زندگی کی جستجو کرتے رہو
یعنی رب اللعالمیں کی آرزو کرتے رہو

اک طریقہ یہ بھی ہے اللہ کی تعریف کا
اس کے ہر جلوے کو اپنے روبرو کرتے رہو

دین و دنیا میں خدا کی راہ پر چلتے ہوئے
سامنے خود کو خدا کے سرخرو کرتے رہو

کر کے تعریفِ خدائے لالہ و گل، روز و شب
خود میں پیدا اک جہانِ رنگ و بُو کرتے رہو

یاد کو اُس کی کبھی ہونے نہ دو دل سے جدا
یعنی یہ آئینہ اپنے روبرو کرتے رہو

وہ جو خاؔور خالقِ ہردوجہاں ہے بالیقیں
ذکر اس کا قریہ قریہ کو بہ کو کرتے رہو

شورش کاشمیری

رسالت مآب ﷺ کا فیض

جب کوئی شخص مدینہ کو رواں ہوتا ہے
اس پہ اللہ کی رحمت کا نشاں ہوتا ہے
کاش میں بھی کبھی دربارِ نبی تک پہنچوں
ہر برس قافلۂ شوق رواں ہوتا ہے
نعت گوئی کے عوض حمد و ثنا کے باعث
ہر سیہ کار کو بخشش کا گماں ہوتا ہے
مرتبہ اُن کا مرے زورِ بیاں سے باہر
تذکرہ اُن کا سَرِ کون و مکاں ہوتا ہے
اُن کے دروازے پہ جبریل چلے آتے ہیں
اُن کی چوکھٹ پہ فلک سجدہ نشاں ہوتا ہے
دوستو آؤ مدینہ کی طرف ہم بھی چلیں
کعبۃ اللہ کی قسم ' بخت جواں ہوتا ہے
حاضری ہو تو کروں دیدہ و دل کی باتیں
ہجر کی راہ میں جینا بھی گراں ہوتا ہے
نعت لکھتے ہو تو یہ اُن کا کرم ہے شورشؔ
ورنہ ہر شخص پہ یہ فیض کہاں ہوتا ہے

محمد شفیق عالم کشمیری

منظوم استقبالیہ

قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری‘ ۱۹ ؍ اپریل کو جامعہ ابو ہریرہ‘ خالق آباد نوشہرہ (سرحد) ’’امیر شریعت کانفرنس‘‘ میں شرکت و خطاب کیلئے مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی خصوصی دعوت پر تشریف لے گئے۔ اس موقع پر جامعہ کے اساتذہ و طلبہ کی جانب سے ’’القاسم اکیڈمی‘‘ کے رکن محمد شفیق عالم کشمیری نے حضرت پیرجی کی خدمت میں منظوم استقبالیہ پیش کیا۔ نظم ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

منتظر ہیں تمہارے سدا آیئے
مرحبا آیئے ، مرحبا آیئے

....

آمدِ پیرجی کی تیاری ہے یہ ۔۔۔ جانشیں، ابنِ حضرت بخاریؒ ہے یہ
آ کے ساری بہاروں پہ چھاجایئے ۔۔۔ مرحبا آیئے ، مرحبا آیئے

....

رشکِ فردوس ہے جامعہ کی زمیں ۔۔۔ آمدِ شیخ کا ہے یہ منظر حسیں
اپنے قدموں سے رونق بڑھایئے ۔۔۔ مرحبا آیئے ، مرحبا آیئے

....

تیری خاطر یہ محفل سجائی گئی ۔۔۔ رونقِ انجمن یوں بڑھائی گئی
سامعیں منتظر ‘ کچھ تو فرمایئے ۔۔۔ مرحبا آیئے ، مرحبا آیئے

....

آپ تشریف لائے ‘ بہت شکریہ ۔۔۔ سب کے دل میں سمائے‘ بہت شکریہ
اک جھلک اپنے باباؒ کی دکھلایئے ۔۔۔ مرحبا آیئے ، مرحبا آیئے

....

جامعہ کے مؤسس بھی ممنون ہیں ۔۔۔ منتظم بھی ، مدرس بھی ممنون ہیں
شکریہ سب کا منظور فرمایئے ۔۔۔ مرحبا آیئے ، مرحبا آیئے

....

منتظر ہیں تمہارے سدا آیئے
مرحبا آیئے ، مرحبا آیئے

سید کاشف گیلانی

نظم

آدمی جب آدمیت کا سمجھ لے گا مقام
آدمی کا آدمی کرنے لگے گا احترام

جُھوم جُھوم اٹھے گلاب و یا سمن کس بات پر
صبحدم صحنِ چمن میں جب چلی موجِ خرام

شیخ نے لاریب فرضِ منصبی پورا کیا
مَے گساروں نے مگر مانا کہاں مَے کو حرام

جبرِ اربابِ حکومت سے جنوں کب رک سکا
اس کی تدبیریں عبث اس کا تدبّر بھی ہے خام

جن کے سینے میں تڑپ تھی زندگی کی مر گئے
زندگی کو صرف ملتا ہے شہادت سے دوام

فطرتِ آزاد کیوں کرتی غلامی کو قبول
موت کی حسرت لئے پھرتی ہے دل میں صبح و شام

فلسفہ بے کار مَبحث میں الجھ کر رہ گیا
کرلیا ہے بے دھڑک دل میں حقیقت نے قیام

حق کی خاطر جان دینے سے وہ کتراتا نہیں
دستِ مسلم میں سدا رہتی ہے تیغِ بے نیام

ہر کس و ناکس میں کاشف کی کوئی شہرت نہیں
معتبر ہے اہلِ دانش میں مگر اس کا کلام

ڈاکٹر عتبان محمد چوہان

غزل

رہتا ہے مری بزم میں پیارا انہیں پندار — بے باکیِ اغیار پہ ہوجاتے ہیں سرشار

ہر گام پہ دیوار کھڑی دیکھ رہا ہوں — قسمت میں مگر پھر بھی نہیں سایۂ دیوار

اُس پر ہی زمیں تنگ کیے دیتی ہے دنیا — جس کا کوئی دنیا میں شناسا ہے نہ گھر بار

یارو! وہ اِسے ترکِ تعلق کہیں کیوں کر — ہر آن ہی رہتے ہیں وہ جب درپۂ آزار

اِس بار بھی ہے کاکُلِ پیچاں پہ اُنہیں زعم — اب کے بھی نہ ہو پاؤں گا اُن سے میں گرفتار

پوشیدہ محاسن مرے کھل جائیں گے تجھ پر — آذر میں تری ضرب کا لیکن ہوں طلب گار

وہ دان کیے دیتے ہیں شبنم بھی گلوں کو — اُن کو نہیں مجبوریِ زیبائشِ رخسار

ہم آئے بھی بیٹھے بھی چلے بھی گئے، لیکن — وہ محوِ ضیا پاشیِٔ نظارہ و دیدار

اِک آنکھ کی پتلی ہے کہ حرکت نہیں کرتی — منظر ہیں بدلتی ہوئی رفتار میں سرشار

اُس نے ہی ترے منہ میں زباں رکھی ہے اپنی
عتبانؔ تجھے ہو نہ سکی جرأتِ اظہار

☆......☆......☆

سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

ضیغمِ احرار......شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ

قائد احرار شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ ان یادگارِ زمانہ لوگوں میں سے تھے جنہیں مجلس احرار جیسی عظیم جماعت کی تاسیس وتعمیر میں بنیادی پتھر اور اس کے بانی ہونے کا قابلِ صد فخر مقام حاصل ہوا اور اس کی تجدید وتزئین کے لئے پختہ کاری و چہرہ آرائی کی بڑی ذمہ دارانہ حیثیت نصیب رہی۔ چنانچہ سیدنا امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے منہ بولے چھوٹے بھائی، سعادت مند، اطاعت شعار، وفادار اور چہیتے رفیقِ زندگی کے طور پر چالیس سالہ اجتماعی جدوجہد کے انقلابی وطوفانی دور میں ہر مدوجزر کے وقت تادمِ آخر انہیں یہ مرکزی حیثیت برابر حاصل رہی۔

اصل وطن: آپ کے آباؤ اجداد سری نگر (کشمیر) کے مضافات سے امرتسر آئے' وہاں پشمینہ کا کاروبار شروع کیا تجارت سے معاشی حالت مستحکم تھی اور خاندان معزز و باوقار تھا۔

والدین: آپ کے والد ماجد شیخ عزیز الدین مرحوم یو۔ پی کی ایک ریاست پیاگ پور میں بہ طور وزیر مقرر تھے۔ چنانچہ جب آپ کے بڑے بھائی شیخ غلام مصطفیٰ مرحوم کی شادی کی تقریب ہوئی تو مہاراجا خود شاملِ بارات ہوا اور امرتسر سے لاہور تک ایک اسپیشل گاڑی چلی تھی یہ شادی تکیہ سادھواں میں ڈاکٹر محمد دین کے گھر ہوئی تھی جو ''انجمن حمایتِ اسلام لاہور'' کے بانیوں میں تھے اور اسکے فنانشل سیکرٹری تھے۔

پیدائش اور تعلیم: شیخ صاحب ۳۰۔ ذوالحجہ ۱۳۱۴ھ مطابق یکم جون ۱۸۹۷ء بروز منگل امرتسر میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید کی تعلیم محلّہ کی مسجد کے ایک بزرگ سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم ''گرو کی نگری'' میں اور ۱۹۲۰ء میں خالصہ کالج امرتسر سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ کالج کے زمانہ سے ہی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔

سیاست میں شمولیت: جب گاندھی نے افریقہ سے واپس آکر ہندو مسلم اتحاد کی تلقین شروع کی تو آپ نے سب سے پہلے کالج میں یہ تحریک چلائی۔ پھر اگست ۱۹۱۸ء میں انگریز نے جو مظالم توڑے' ان کے لیے احتجاجاً رولٹ ایکٹ کے خلاف پہلی آل انڈیا ہڑتال کرانے میں پیش پیش تھے۔ جب اس تحریک نے عوامی رخ اختیار کیا تو ہندوستان کی مخصوص فضاء میں یہ پہلا موقع تھا کہ غیر مسلم رہنماؤں نے مساجد میں آکر مسلم اکابر کے دوش بدوش عوام سے خطاب کیا۔ اس سلسلہ میں مسجد خیر الدین امرتسر میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں ہندو مسلم اور سکھ جمع ہوئے تو شیخ صاحب امرتسر کی والنٹیر کور کے انچارج تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ''۱۹۱۸ء میں مہاتما گاندھی نے ''رولٹ بل'' کے خلاف تحریک کا آغاز کیا اور انگریزوں کی بدعہدی کے خلاف ملک کے گوشے گوشے میں احتجاج کا آغاز ہوا۔ ہندو اور مسلمانوں نے ہڑتالوں اور جلسوں

کی صورت میں احتجاج کا غلغلہ بلند کیا۔ میں ان دنوں خالصہ کالج امرتسر میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اتحاد باہمی کا یہ عالم تھا کہ ہندوؤں تک نے مساجد میں تقریریں کیں اور آزادئ وطن کی جدوجہد میں انقلاب انگیز قدم اٹھایا۔‘‘

(کتاب ’’غبارِ کارواں‘‘ مضمون ’’بخاری کی باتیں‘‘ ص ۵۸)

تصنیفی وتالیفی خدمات: حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اصطلاحی طور پر مصنف ومؤلف نہ تھے، البتہ فطری استعداد، علم دوستی، ادب وانشاء سے والہانہ ربط ودلچسپی، ذوقِ شعر وسخن فہمی، وسیع مطالعہ ومشاہدہ، ربع صدی پر محیط دینی وقومی اور ملکی معاملات میں تلخ وصبر آزما سیاست کا عملی تجربہ اور سب پر مستزاد اپنے عہد کے جید علماء وصلحاء اور آزمودہ کار احباب وقائدین کی شفقت وبرکت آمیز صحبت وتربیت‘ ان اجزاء وعناصر نے انکی طبیعت اور مزاج کو تصنیف وتالیف اور ترجمہ کے فن سے بہت مانوس وقریب کردیا تھا۔ لیکن ہر لحظہ کی پرخطر انقلابی زندگی کے بے پناہ مشاغل کے سبب انہیں یکسوئی اور استقلال کے ساتھ اس فن کے مقتضیات پورے کرنے کی مہلت نہ مل سکی۔ تاہم اس افراتفری میں بھی ان کے قلم سے چند ایک قابل قدر اور مفید چیزیں ضبطِ تحریر میں آگئیں۔ مجلس احرار اسلام کے اصول ومقاصد اور جدوجہد آزادی کے دوران اس کے مثبت لائحہ العمل کے اظہار کے لیے مختلف مواقع میں آپ کے چند ایک خطبات، بہت سی تقاریر اور متعدد بیانات کا مطبوعہ وغیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے۔ ان کی یہ تحریرات قومی نفسیات پر ان کی گہری نگاہ، فرنگی کی عیارانہ ڈپلومیسی، نیز اس کے ہندو مسلم گماشتوں اور ملت ووطن دشمن رجعت پسند تحریکات کے پس منظر سے آگاہی‘ خصوصاً بین الاقوامی سیاست سے غیر معمولی شغف اور اس پر ماہرانہ عبور، وطن عزیز اور عالمِ اسلام کے مستقبل پر یہود ونصاریٰ اور دھریوں کے بے پناہ روز افزوں اقتدار اور تسلط کے اسباب وعلل کا عارفانہ شعور اور ان سب باتوں میں اپنے جماعتی موقف کے دلائل کے مبصرانہ استحضار کا عکس جمیل ہیں۔

ایسے ہی ربع صدی میں مجلس احرار اسلام کی مرکزی عاملہ ومجلس مندوبین (جنرل کونسل) کے اجتماعات میں ان کی مرتبہ اکثر وبیشتر قراردادیں حضرت شیخ صاحب کی فکری پختگی اور سیاسی بصیرت کے تجزیہ کے لئے بہترین معیار ومیزان کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک فرنگی مصنف مسٹر ایڈورڈ ٹامسن کی اہم سیاسی کتاب " The Other Side Of The Medal" کا اردو ترجمہ بنام ’’انقلاب ۱۸۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رخ‘‘ شیخ صاحب کے قلم سے ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔

پچاس سال پہلے روس کے خالص مادہ پرستانہ فکری بغاوت اور عالمی سطح پر انتہائی موثر وخطرناک دہریت واباحیت آمیز اشتراکی انقلاب برپا ہونے کے وقت روس میں ایک غیر ملکی مبصر مقیم تھا۔ اس نے داستانِ انقلاب کو ایک ضخیم اور زبردست تاریخی وسیاسی تالیف میں جمع کیا تھا۔ اس کا دو جلد میں معنی خیز، شستہ وشگفتہ اور سلیس ورواں غیر مطبوعہ اردو ترجمہ، ان کی زبان دانی، انگریزی پر عبور، انشائی صلاحیت، مقصودِ مصنف اور کتاب کے موضوع ومضمون کے صحیح فہم

واحساس، اس کی کامیاب عکاسی اور بھرپور ترجمانی کا بہترین شاہکار تھی۔

علالت: حضرت شیخ صاحب مرحوم رمضان ۱۳۸۶ھ؍۱۹۶۶ء میں پرانے اور مُزمِن دمہ کے مسلسل اور خطرناک دوروں کی زد میں آگئے۔ عمر طبعی بھی گزر چکی تھی۔ اکہتر سال کے پیٹے میں تھے۔ چونکہ صاحب عزیمت، باحوصلہ اور بے انتہا شجاع و جری تھے، اس لیے برداشت کرتے رہے۔ لیکن حقیقتاً اب اُن کی صحت گرتی ہوئی دیوار تھی۔ عمر اور مرض کے فطری تقاضا کے مطابق ان کی جسمانیت بالکل کھوکھلی اور متزلزل ہوچکی تھی۔ اسی سال ذوالحجہ میں، میں جماعت احرار کی تنظیم جدید کے سلسلہ میں راولپنڈی سے لاہور آیا۔ ملاقات ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ وہ اب چند روزہ مہمان ہیں۔ تاہم آدابِ عیادت کے مطابق تسلی و تشفی کے کلمات کہے۔ صحت و عافیت اور خیر و برکت کی دعا کی۔ سہ ماہی جماعتی کارروائی کی تفصیلات پیش کیں۔ جواباً آپ نے نئے دستور کے مطابق ابتدائی رکنیت و معاونت سے لے کر مرکزی انتخابات تک تمام کارروائی جلدی مکمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ ضروری ہدایات دیں۔ میری ناچیز سعی و خدمت کی تحسین و حوصلہ افزائی اور کامیابی کی دعا فرمائی۔

اُن کی تحریروں کا مجموعہ جو ابتداً حضرت شیخ صاحب کے چار سیاسی اور تحریک خلافت کے متصل بعد سے تحریک ختم نبوت تک مجلس احرار اسلام کی بنیادی تاریخ کے تدریجی مراحل کے تحقیقی بیان اور تجزیہ پر مشتمل تھا اور اسے صرف آپ کے ایک مجموعۂ مضامین کی حیثیت سے ہی شائع کرنا مقصود تھا۔ میں نے اس وقت انہی چار مضامین کو مختلف جرائد و رسائل سے حاصل اور مرتب کر کے کتابی شکل میں اشاعت کی تجویز عرض کی تو سن کر بہت خوش ہوئے اور اس مجموعہ کو جامع بنانے کی غرض سے اپنے سن وار سوانح کی ضروری تفصیلات بھی لکھوائیں لیکن اپنے احوال و عوارض کے احساس سے اندازِ گفتگو بہت سمٹا سمٹایا اور تفکر میں ڈوبا ہوا تھا۔ چنانچہ میرے عزم و نیت اور تجویز و ترتیب کے مطابق یہ مجموعہ ذوالحجہ ۱۳۸۷ھ مارچ ۱۹۶۸ء میں پہلی بار میرے ہی مجوزہ عنوان ''غبارِ کارواں'' کے نام سے شائع ہوا اور تنظیم جماعت کے دائرہ سے باہر بھی ہر حلقہ میں پسندیدہ اور مقبول ہوا۔

انتقال: قائد مرحوم کی یہ کیفیت دیکھ کر میرا خدشہ یقین سے بدلنے لگا۔ بہرکیف دعا مانگتے ہوئے واپس ملتان چلا آیا۔ پونے دو ماہ کے وقفہ سے جماعتی سلسلہ میں ہی دوبارہ سفر ہوا تو سیالکوٹ، گوجرانوالہ سے واپسی پر پھر ملاقات ہوئی حالت بدستور تھی، ان کی خاطر سے دو تین روز قیام ہوا پھر دھڑکتے دل سے واپسی ...... اور افسوس کہ یہ ملاقات زندگی میں آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۳۸۷ھ ۲۱؍جون ۱۹۶۷ء بدھ کے مبارک اور تاریخی دن میں دمہ کا ایک شدید دورہ ہی جان لیوا ہوگیا۔ جیسے کیسے نماز فجر ادا کی اور ذکر الٰہی کرتے ہوئے انتقال فرما گئے۔ ہمارے قدیم اور گہرے ذاتی و جماعتی مراسم کی ایک داستان ختم ہوگئی اور بڑی حسین و جمیل آرزوؤں کے تانے بانے بکھر کر رہ گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا زاہد الراشدی

''نئی امریکی بائیبل'' اور مسیحی عقائد

گوجرانوالہ سے شائع ہونے والے مسیحی جریدہ ماہنامہ ''کلام حق'' کو چرچ آف پاکستان اور پریسبیٹیرین چرچ آف پاکستان سے شکایت ہے کہ انہوں نے ''بائیبل'' کا جو انگریزی متن شائع کیا ہے' اس میں بہت سی آیات حذف کر دی گئی ہیں۔ یہ شکایت ماہنامہ ''کلام حق'' نے فروری ۲۰۰۴ء کے شمارے میں کی ہے اور بتایا ہے کہ اس کے بقول چرچ آف پاکستان کی سرکاری انگریزی بائیبل میں چالیس کے لگ بھگ آیات میں ردّ و بدل کیا گیا ہے۔ ان میں بعض آیات بالکل حذف کر دی گئی ہیں اور بعض آیات کے اہم جملے نکال دیئے گئے ہیں۔ ''کلام حق'' کے خیال میں ان آیات میں ردّ و بدل کا مقصد یہ ہے کہ ''جہاں تک ہو سکے کلام مقدس میں سے وہ تمام آیات حذف کر دی جائیں جن سے خداوند یسوع مسیح کا تجسّم' اُلوہیّت، کفارہ مردوں سے زندہ ہونا اور آسمان پر صعود فرمانا ثابت ہوتا ہے۔ تاکہ خداوند یسوع مسیح کی دوبارہ آمد مشکوک ہو جائے اور خداوند کو وہی حیثیت حاصل ہو جائے جو دوسرے انبیاء کو حاصل ہے اور انہوں نے اس طرح خداوند مسیح کی اُلوہیّت اور پاکیزگی اور فوق البشر ہونے کا انکار کیا ہے اور یہ ایک مذموم جسارت ہے کہ اس کی موجودگی میں مسیحیت کی ساری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے۔''

کلام حق نے اسے ''نئی امریکی بائیبل'' قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس ترجمہ کے ذریعہ کلیسا میں بدعتی تعلیم رائج کی جارہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ''کلام حق'' نے مقدس متی، مقدس مرقس، مقدس یوحنا، مقدس لوقا، رسولوں کے اعمال، رومیوں کے نام خط، کرنتھیوں کے نام پہلا خط، عبرانیوں کے نام خط اور مقدس یوحنا کا پہلا خط عام کے علاوہ عہد نامہ قدیم میں سے زبور، یسعیاہ اور زکریا نامی رسالوں میں چالیس سے زائد مقامات کی نشاندہی کے ساتھ ان آیات کی تفصیل بھی بیان کی ہے جن میں مذکورہ ردّ و بدل کیا گیا ہے۔

جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُلوہیّت اور ان کا نسل انسانی کے گناہوں کا کفارہ بننے کا تعلق ہے اور سولی پر موت پانے کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر اٹھائے جانے کا مسئلہ ہے یا اللہ تعالیٰ کے کلام اور روح کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ہونے کا عقیدہ ہے اگر کلام حق کے ریمارکس کے مطابق اس ''نئی امریکی بائیبل'' میں آیات کے حذف اور ردّ و بدل کا مقصد یہی ہے جو اس نے بیان کیا ہے تو یہ مقصد اور اقدام مسلمانوں کی طرف سے خیر مقدم کا مستحق ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسیحیوں کے اسی غلو کو مسترد کرتے ہوئے بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں اور نہ ہی خدائی میں حصہ دار ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ اور ان کی والدہ محترمہ

حضرت مریم علیہا السلام دونوں پاک دامن ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر نہیں لٹکائے گئے اور نہ ہی ان پر موت وارد ہوئی ہے بلکہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اور اسی حالت میں دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اسی طرح جب وہ سولی پر لٹکے ہی نہیں اور نہ ہی ان پر موت وارد ہوئی ہے تو کفارے کا یہ عقیدہ بھی غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوری نسل انسانی کے گناہوں کے بدلے موت کی سزا قبول کر کے ان گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اس پس منظر میں ''نئی امریکی بائیبل'' کا یہ مبیّنہ رجحان ہمارے نزدیک اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ جدید تعلیم یافتہ مسیحیوں میں ان خود ساختہ عقائد سے پیچھا چھڑانے کا ذوق بیدار ہو رہا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیمات کا حصہ نہیں ہیں بلکہ بعد میں کچھ لوگوں نے یہ عقائد گھڑ کر انہیں مسیحی تعلیمات میں شامل کر دیا تھا اور نہ اسلامی تعلیمات کی رو سے آسمانی مذاہب کے عقائد میں کوئی فرق نہیں ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپس میں باپ شریک بھائی ہیں جن کی مائیں الگ الگ ہیں اور اس ارشاد نبوی کی تشریح یہ کی گئی ہے کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام کا عقیدہ ایک ہی ہے البتہ شریعتیں الگ الگ ہیں۔ اس لیے قرآن وسنت کی تشریحات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے عقائد وہی تھے جو اسلام کے بنیادی عقائد کے طور پر قرآن کریم نے بیان کئے ہیں اور عقائد کے حوالہ سے مسلمانوں اور اصل مسیحیوں بلکہ اصل یہودیوں کے درمیان بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے تیرہ سال مکی دور میں جب قریش مکہ کے مظالم اور ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر بہت سے صحابہ کرامؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی جہاں مسیحیوں کی حکومت تھی اور اصحمہ نجاشیؒ وہاں کے حکمران تھے تو مکہ مکرمہ کے قریشیوں نے ایک وفد بھیج کر اصحمہؒ نجاشی بادشاہ سے شکایت کی کہ یہ ہمارے بھگوڑے ہیں۔ انہیں واپس کیا جائے۔ اس پر نجاشی بادشاہ نے ان مہاجرین کو بلایا اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے وضاحت کی کہ ہم بھگوڑے نہیں بلکہ ایک سچے دین کی پیروی کی وجہ سے ان قریشیوں کے مظالم کا شکار ہیں اور جان و مال کے تحفظ کے لیے امان کی خاطر ہم نے حبشہ کا رخ کیا ہے۔ یہ بات سن کر نجاشی بادشاہ نے مہاجر مسلمانوں کو مکہ والوں کے وفد کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا جس پر وفد کے قائد نے دوسرا رخ اختیار کیا کہ یہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کی گستاخی کرتے ہیں۔ نجاشی بادشاہ نے اس کی وضاحت طلب کی تو حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی ان آیات کریمہ کی تلاوت کی جن میں حضرت مریم علیہا السلام کی پاک دامنی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے اور ان کے اس اعلان کا تذکرہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ہوں۔ نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفرؓ کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اصل حقیقت یہی ہے جو تم نے بیان کی ہے اور میں بھی اسی کا اعتقاد رکھتا ہوں۔ چنانچہ نجاشی بادشاہ نے مہاجر مسلمانوں کو نہ صرف پناہ اور تحفظ دینے کا اعلان کیا بلکہ خود بھی اسلام قبول کر لیا اور اسی ایمان پر وفات

پائی جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے اصحمہ نجاشی کو یہ خصوصی اعزاز بخشا کہ مدینہ منورہ میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی جناب نبی اکرم ﷺ نے اس وقت کی سب سے بڑی مسیحی ریاست سلطنت روما کے سربراہ قیصر کو دعوت اسلام کا جو خط لکھا اس میں بھی اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دو باتیں اسلام اور اصل مسیحیت کے درمیان قدر مشترک کی حیثیت رکھتی ہیں۔

☆اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

☆انسان ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں بلکہ سب مل کر خدا کی حاکمیت کے سامنے جھک جائیں۔ یہی بات قرآن کریم میں تمام اہل کتاب کو عمومی دعوت کے طور پر کہی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب بالخصوص مسیحی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت، تثلیث اور ان کے خدا کا بیٹا ہونے کے عقیدہ سے دستبردار ہو کر انہیں خدا کا بندہ اور رسول مانیں اور اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا اقرار کرلیں تو ان کے ساتھ مصالحت واشتراک کی راہ ہموار ہوسکتی ہے مگر قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں اس کے ساتھ یہ بھی صاف طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ ''اگر وہ اس بات کو قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیں کہ تم سب گواہ رہو کہ ہم اسی عقیدہ کو ماننے والے ہیں'' اس لیے اگر ''کلام حق'' کے بقول چرچ آف پاکستان کی شائع کردہ ''نئی امریکی بائیبل'' کی مذکورہ تحریفات کا مقصد توحید خداوندی کی طرف رجوع اور اس کے خلاف خود ساختہ عقائد سے پیچھا چھڑانا ہے تو ہمارے نزدیک یہ خوش آئند بات ہے اور ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ البتہ اس کے ساتھ ایک اور بات بھی پھر سے واضح ہوگئی ہے کہ تورات اور انجیل کے بارے میں قرآن کریم نے جو یہ کہا تھا کہ ان میں یہودی اور مسیحی علماء اپنی مرضی سے ردّ و بدل کرتے رہتے ہیں اور مسیحی علماء کی طرف سے قرآن کریم کے اس دعویٰ کو ہر دور میں جھٹلایا جاتا رہا ہے۔ بائیبل کے مذکورہ بالا انگلش ترجمہ نے قرآن کریم کے اس اعلان کی ایک بار پھر تصدیق کردی ہے کہ ''کتاب مقدس'' میں ردّ و بدل اور تحریف کا کام صرف ماضی میں نہیں ہوا بلکہ اب بھی جاری ہے اور آج کے جدید دور میں بھی بائیبل کی آیات اور ان کے جملوں کو حذف کردینا اور اپنے کسی مقصد کے لیے ان کو آگے پیچھے کردینا کوئی غیر معمولی کارروائی نہیں بلکہ ''روٹین ورک'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد ہم قارئین کی دلچسپی کے لیے بطور نمونہ ''کلام حق'' کے دیئے گئے چالیس سے زیادہ حوالوں میں سے صرف ایک کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے مطابق ''مقدس لوقا'' کی انجیل کے باب ۱۶ کی بارہ آیات (۹ تا ۲۰) سرے سے انگریزی ترجمہ سے نکال دی گئی ہیں۔ وہ آیات پاکستان بائیبل سوسائٹی انارکلی لاہور کی شائع کردہ اردو ''کتاب مقدس'' میں یوں درج ہیں: ہفتہ کے پہلے روز جب وہ سویرے جی اٹھا تو پہلے مریم مگرلینی کو جس میں سے اس نے سات بدروحیں نکالیں تھیں، دکھائی دیا ٥ اس نے جاکر اس کے ساتھیوں کو جو ماتم کرتے اور روتے تھے خبر دی ٥ اور انہوں نے یہ سن کر کہ وہ جیتا ہے اور اس نے اسے دیکھا ہے یقین نہ کیا ٥ اس کے بعد وہ دوسری صورت میں ان

میں سے دوکو جب وہ دیہات کی طرف پیدل جا رہے تھے دکھائی دیا o انہوں نے بھی جا کر باقی لوگوں کو خبر دی مگر انہوں نے ان کا بھی یقین نہ کیا o پھر وہ گیارہ کو بھی جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تھے' دکھائی دیا اور اس نے ان کی بے اعتقادی اور سخت دلی پر ان کو ملامت کی کیونکہ جنہوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا' انہوں نے ان کا یقین نہ کیا تھا o اور اس نے ان سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو o جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا اور جو ایمان نہ لائے' وہ مجرم ٹھہرایا جائے گا o اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے' وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے o نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھائیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیزیں پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا' وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے o غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی داہنی طرف بیٹھ گیا o پھر انہوں نے نکل کر ہر جگہ منادی کی اور خداوند ان کے ساتھ کام کرتا رہا اور کلام کو ان معجزوں کے وسیلے سے جو ساتھ ساتھ ہوتے تھے' ثابت کرتا رہا۔ آمین o'' یہ بارہ آیات کیتھولک بائیبل کے اردو ترجمہ میں بھی موجود ہیں لیکن ''کلام حق'' کے مطابق انہیں ''چرچ آف پاکستان'' کی شائع کردہ ''سرکاری انگریزی بائیبل'' اور ''نئی امریکی بائیبل'' سے نکال دیا گیا ہے اور یہ عمل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے بنیادی عقائد کے بارے میں آج کی مسیحی دنیا کی باہمی کشمکش کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ آسمانی کتابوں تورات اور انجیل میں ان کے ماننے والوں کی طرف سے من مانی تحریفات اور ردّ و بدل کے مسلسل جاری رہنے کی بھی تازہ ترین تصدیق فراہم کرتا ہے۔

سید یونس الحسنی

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 24 ؍ جون 2004ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

آتشِ عراق

امریکہ کے ہنگامہ پرداز صدر بش نے سرزمین عراق میں جوحشر بپا کیا ٹھیک ایک سال بعد خود ان کے لئے وبال جان بن گیا ہے۔ان کا وہ خواب کہ عراقی' اتحادی افواج قاہرہ کا پھولوں کے ہاروں سے استقبال کریں گے چکنا چور ہو چکا ہے۔ان گنت بم دھماکوں اور لاتعداد خودکش حملوں میں امریکی واتحادی قابض عساکر بے پناہ جانی نقصان سے دو چار ہوگئے ہیں۔جدید ترین ہیلی کاپٹروں،ٹینکوں،بکتر بند گاڑیوں اور دیگر فوجی اموال کی تباہی اس پر مستزاد ہے۔یہ سلسلہ پوری توانائیوں کے ساتھ جاری وساری ہے اور لگتا ہے کہ تمام غیر ملکی فوجوں کے انخلا تک اس مزاحمتی کردار میں دن دگنی رات چگنی شدت پیدا ہوتی جائے گی۔نیٹو کے چند رکن ممالک نے عراق سے اپنے فوجی واپس بلانے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ہسپانوی دستے تو واپس جا رہے ہیں۔اتحادیوں میں پھوٹ پڑنے سے دارالحکومت اور اس کے گردونواح میں انتہائی غیر یقینی کیفیات پیدا ہو چکی ہیں۔آئے روز کی متشددانہ کارروائیوں کے نتیجے میں امریکہ و برطانیہ سمیت بدیشی افواج کے مورال کو شدید دھچکا لگا ہے ان میں بددلی کے جذبات روز افزوں ہیں۔اس کا اندازہ ایک امریکی بھگوڑے فوجی کے بیان سے ہوتا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ:

''مجھے اپنے آئین کی حفاظت کی بجائے پوری دنیا فتح کرنے کی مہم میں جھونکا جا رہا تھا اس لئے میں نے امریکی فوج کو چھوڑ دیا ہے۔''

اتحادی لیڈروں خصوصاً برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر اور صدر امریکہ جے ڈبلیو بش کو اپنے اپنے ملک میں شدید عوامی دباؤ کا سامنا ہے۔امریکی فوجیوں اور ان کے اہل خانہ نے عراق میں ہلاکت خیز واقعات اور وہاں طویل عرصہ تک تعیناتی سے سخت بیزاری کا اظہار کیا ہے۔امریکی فوجیوں میں خودکشی کی شرح حدود سے کہیں متجاوز ہے۔ان واقعات و حالات کی گردش لیل ونہار کے ساتھ ساتھ اکھاڑ پچھاڑ نے بش ڈاکٹرائن کو ناکام ترین ثابت کر دیا ہے۔بعض حلیفوں کی طرف سے اپنے فوجیوں کی واپسی کے اعلانات نے اس رائے پر مہر تصدیق ثابت کر دی ہے۔کئی بین الاقوامی ماہرین سیاسیات اور معتبر تجزیہ نگاروں کا متفقہ اندازہ ہے کہ بش جونیئر کے والد نے بڑی تعداد میں سخت گیر سوچ کے حامل دانشوروں کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا اور انہی کے مشورے سے یہ لطائف الحیل عراق پر جنگ مسلط کر دی تھی یہ لوگ انہیں پورے عراق پر قبضہ کرنے کے لیے کہتے رہے لیکن بوجوہ وہ ایسا نہ کر سکے۔اب پھر انہی لوگوں کے کہنے پر موجودہ صدر امریکہ نے تباہ کن ہتھیاروں کے نام پر حملہ کر کے عراق کی خودمختاری ہڑپ کر لی۔دراصل یہ اپنے باپ کی غلطی کا کفارہ ادا کرنا چاہتے تھے جو انہوں نے اس صورت میں کیا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو طویل مدت کے بعد ویت نام جیسی دلدل

میں دھنسا دیا۔ جن مفروضہ الزامات کے تحت یہ شب خون مارا گیا صدام حکومت کے خاتمے کے بعد بھی وہ ثابت نہیں ہوسکے۔ البتہ عراق میں متعین اتحادی افواج کی زندگیاں بری طرح معرض خطر میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کی رائے عامہ موجودہ قیادتوں کی ڈٹ کر مخالفت کر رہی ہے۔ ہسپانوی وزیراعظم اور اسرائیلوی صدر انتخابات ہار چکے ہیں جبکہ بش اور بلیئر پر ہر انتخابی جلسے میں کڑی تنقید کی جارہی ہے جس سے بش کی صدارت ڈانواں ڈول ہے۔ امریکی عوام میں یہ سوچ گھر کر چکی ہے کہ مسٹر بش اور ان کے وزیروں مشیروں نے دنیا کی واحد اور طاقتور ترین ریاست کا وقار بلاوجہ داؤ پر لگا کر اسے قوموں کی برادری میں ذلیل وخوار کر دیا ہے انہیں اپنے نظریات میں مثبت تبدیلی لا کر عراق کے حوالے سے پالیسی میں ضروری حد تک اضافہ کر کے فوری طور پر اپنی فوجیں واپس بلا کر وہاں اقوام متحدہ کی نگرانی میں عراق کا اقتدار عراقی زعماء کے سپرد کر دینا چاہیے۔ عالمی طاقت ہونے کی حیثیت سے اسے عالمی امن وسلامتی اور استحکام کے لیے پیشگی حملوں کا راگ الاپنا ترک کر کے اقوامِ عالم کی رائے کو اہمیت دینے کا رویہ اختیار کرنا چاہیے کیونکہ ان کا موجودہ طرز تفکر دنیا بھر میں دہشت و وحشت پھیلانے کا سبب بنا ہے۔ یہ رائے جس قدر صائب ہے اتنا ہی نوکیلا پن اور تشنگی لیے ہوئے ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کو فوری طور پر:

۱) عراق اور افغانستان دونوں ملکوں سے اتحادیوں سمیت نکل جانا چاہیے تا کہ ان کی خودمختاری بحال ہو سکے۔

۲) پیشگی حملوں کا ڈاکٹرائن تبدیل نہیں' سرے سے ختم کر کے دوسرے ملکوں کے معاملات میں ٹانگ اڑانا چھوڑ دینا چاہیے

۳) دہشت گردی کی صحیح اور غیر جانبدارانہ تعریف کا تعین کیا جائے تا کہ کوئی قوم حق تلفی کا نخچیر نہ بن پائے۔

۴) خصوصاً اقوام مسلم کو دھونس دھاندلی سے مرعوب کرنے کی بجائے ان کے اعتقادات کو چھیڑے بغیر ان سے ڈائیلاگ شروع کرے۔

۵) دنیا کے مختلف خطوں میں مسلم غیر مسلم کی تمیز کئے بغیر امریکہ صرف سچائیوں کا ساتھ دے۔

۶) دیگر ممالک کے معدنی وسائل پر قوت کے بل بوتے پر قبضہ کرنے کی روش چھوڑ دے۔

۷) اقوام عالم کی علاقائی خودمختاری اور آزادانہ رائے کا مکمل احترام کرے۔

اگر مندرجہ سات نکات امریکی دانشور ہضم کر سکیں تو امریکہ سے کی جانے والی نفرت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر محبتوں کے بحرِ مواج میں بدل سکتا ہے۔ لیکن ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ اہل عراق بھانپ چکے ہیں کہ مسٹر بش ایک حاطف ہے وہ گریٹر اسرائیل کی نیو اٹھانا چاہتا ہے، وہ مسلمانوں کو کروسیڈ کا نعرہ لگا کر صفحۂ ہستی سے نابود کر دینا چاہتا ہے وہ پوری دنیا کو زیر نگیں کرنے کے لیے مچلا جارہا ہے۔ وہ اہل اسلام پر صرف اس لئے جارحیت کرتا ہے کہ وہ اس کے گھناؤنے مقاصد کی راہ میں سدِ سکندری بنے کھڑے ہیں۔ افغانستان کے بعد عراق کا میدان اس نے اسی مقصد کے لئے منتخب کیا

ہے لیکن وہ بھول چکا ہے کہ غیور افغانوں کی طرح بہادر عراقی بھی کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کی غلامی قبول نہیں کر سکتے۔ چنانچہ آج ان کی تحریک مزاحمت منظّم طریقے سے روز بروز آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔عراقی سرزمین پر برسائی جانے والی بارود کی برکھا خود اتحادیوں کے لئے آتشِ سوزاں بن چکی ہے۔عراقی بیدار ہو چکے ہیں، انہیں مسلم حکمرانوں کی ہمہ نوعی بے حسی کی پروا نہیں رہی، وہ اپنا راستہ خود تلاش کر کے اپنی منزل کا تعین کر چکے ہیں وہ اس شاہراہ پر نکل پڑے ہیں جو خون کی طلب گار ہے اور وہ اسے اپنے لہو سے سیراب کر رہے ہیں۔ وہ اندر کے زلزلوں سے ٹوٹے نہیں اس لئے ان کے جھکنے یا بکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ حریت کی بارانِ رحمت کے آرزو مند ہیں فرات زیست سے کسی قطرے کی حسرت انہیں بالکل نہیں۔ امریکیوں کی دہشت گردی نے انہیں شعلۂ جوّالہ بنادیا ہے، ان کی رگوں میں خون نہیں آگ دوڑ رہی ہے۔ اگر اتحادیوں نے اپنی روش نہ بدلی تو کہا جا سکتا ہے مستقبل قریب میں وہ آتشِ عراق میں بھسم ہو کر رہ جائیں گے جس کی ایک جھلک گذشتہ دنوں ساری دنیا میڈیا کے توسط سے دیکھ چکی ہے ساکنان عراق کی زبانوں سے اب ایک ہی صدائے رستاخیز بلند ہو رہی ہے ’’امریکیو! مشرق وسطیٰ سے نکل جاؤ‘‘ وہ گلی کوچوں اور سڑکوں پر ایک ہی نعرہ لگا رہے ہیں ’’آزادی یا موت‘‘ مولانا ظفر علی خانؒ نے شاید ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا تھا۔

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے
یا تختہ جگہ آزادی کی ' یا تخت مقام آزادی کا

محمد عمر فاروق

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل
گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

غیرت کی پکار

کوئی بے چینی سی بے چینی ہے ۔دل ہے کہ تھمتا نہیں اور روح میں تو مزید کچھ کے سہنے کی ہمت ہی نہیں رہی ۔اتنی ذلت یا رب ہماری قسمت میں تھی! ہر دردمند اور حساس طبع مسلمان عراقی قیدیوں کے ساتھ امریکی فوجیوں کی درندگی اور ظلم وسفاکی کے تصویری مناظر دیکھتا ہے تو دل لہو روتا ہے اور ایک عام آدمی کے پاس اب سوائے رونے ، پیٹنے اور دل ہی دل میں کڑھنے کے اور چارہ ہی کیا ہے؟

نائن الیون کے بعد امریکہ ایک بے لگام اور بدمست ہاتھی کی طرح چنگھاڑتا ، دندناتا اور عالم اسلام کی تباہی مچاتا پھر رہا ہے ۔موجودہ حالات کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اسلامی دنیا کے حکمران بھی امریکی دہشت اور اس کے پروپیگنڈے کا شکار ہو کر اپنے آپ کو بے بس سمجھنے لگے ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ ڈیڑھ ارب مسلمان امریکی دہشت سے اتنے مرعوب کر دیئے گئے ہیں کہ اب وہ بھی اپنے امریکہ نواز حکمرانوں کی طرح امریکہ کی ذہنی غلامی کو بتدریج قبول کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ یہ بہت ہی نازک مرحلہ ہے ۔ایسے ہی مخدوش حالات میں زیرک رہنماؤں کے راست اور بروقت فیصلے ہی قوموں کو ناقابل تسخیر بنا دیتے ہیں ۔ ورنہ نااہل قیادتیں قوموں کو موت کی تاریک راہوں میں لا کھڑا کرتی ہیں ۔اگر کل کی چین کی افیونی قوم ماؤازم کے سہارے پر آج کی مضبوط ترین اور ترقی یافتہ قوم بن سکتی ہے تو ایمانِ کامل کی ناقابل شکست و ریخت' فولادی بنیاد پر زبوں حال مسلم قوم آفاقِ عالم پر اپنی برتری کے جھنڈے کیوں نہیں گاڑ سکتی؟ کیا یہ صاحبانِ اختیار اور اہلِ عقل و دانش کے لیے لمحۂ فکریہ نہیں ہے؟

۱۱ر ستمبر کے واقعہ کے بعد سے ایک امریکی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں اب تک مسلمانوں کے خلاف پچاس ہزار سے زیادہ تشدد کے واقعات رونما ہو چکے ہیں ۔ دو سال پہلے یورپی ریاست مقدونیہ میں سات بے گناہ پاکستانی مسلمانوں کو پولیس نے دہشت گردی کے نام پر شہید کر ڈالا ۔لیکن یورپ اور امریکہ سمیت کسی بھی انسانی حقوق کے علمبردار ملک نے اس دہشت گردی پر ایک بھی حرفِ مذمت نہ کہا ۔ان سے گلہ بھی کیسا؟ کہ اپنے ان شہریوں کے لیے پاکستان کو بھی دو برس تک احتجاج کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی ۔ابھی کل ہی کی بات ہے کہ تھائی لینڈ میں ڈیڑھ سو مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ۔نائیجیریا میں عیسائی دہشت گردوں نے تین سو مسلمان تہ تیغ کر دیئے ۔عراق، فلسطین اور افغانستان میں تو مسلمانوں کے خون کے دریا بہائے جا رہے ہیں ۔ پھر بھی دنیا کے کسی کونے سے ان مظلوموں کے حق میں کسی ترقی پسند اور سیکولر حلقے سے بھی آواز نہیں اٹھتی ۔اس کی وجہ ان مقتولین اور متاثرین کا مسلمان ہونا ہے ۔۱۹۱۷ء میں روس کا اشتراکی انقلاب آیا تو عیسائی درندوں نے اشتراکیت کا لبادہ اوڑھ کر لاکھوں مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ۔

سابق یوگوسلاویہ میں بوسنیا کی مسلم ریاست کا وجود تا حال برداشت نہیں کیا گیا۔ جبکہ انڈونیشیا میں تیمور کے علاقے میں آزاد عیسائی ریاست بنانے میں یورپ اور امریکہ نے ہر مذموم ہتھکنڈہ استعمال کیا۔ دوسری طرف حال ہی میں امریکی صدر جارج بش نے ایک انٹرویو میں فلسطینی ریاست کے بارے میں یوں چالبازی دکھائی کہ ''۲۰۰۵ء تک ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کا ٹائم ٹیبل حقیقت پسندانہ اور قابل عمل نہیں رہا۔ جس کا وعدہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے روڈ میپ میں کیا گیا تھا۔'' اس واضح جانبدارانہ پالیسی کہ جسے یہودیوں کی عملی آشیر باد حاصل ہے' کے ہوتے ہوئے عراقی مسلمانوں پر امریکیوں کے تشدد اور زیادتیوں پر مبنی تصاویر کا منظر عام پر آنا کوئی انہونی بات ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی مسلم کش پالیسیوں نے ہمیشہ اپنے ہی مقاصد حاصل کئے ہیں اور برطانوی یا امریکی تختِ اقتدار پر بیٹھنے والوں کے چہرے بدلنے سے ان کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے ازلی نفرت کے جراثیم کبھی ختم نہیں ہوئے بلکہ ان صلیبی وصیہونی فرزندوں کی اسلام سے نفرت و حقارت ہی نے اہل اسلام کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ صد افسوس! کہ اس سب کچھ جاننے کے باوجود بھی عالم اسلام کے حکمران اور زعماء یہود و نصاریٰ کے حضور فرشِ راہ ہوئے جاتے ہیں اور ان کی دوستی پر فخر سے اتراتے ہیں اور وہ ازل کے بے وفا ایک ایک کر کے افغانستان اور عراق کی طرح سب اسلامی ملکوں کو دبوچنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔

جب بے حسی کا یہ عالم ہو کہ اب جبکہ عراق کے مسلمان بھائیوں پر کئے جانے والے ظلم اور درندگی کے تصاویری ثبوت دنیا بھر کے سامنے آچکے ہیں' اب تک کسی اسلامی مملکت کے سربراہ کو کھل کر اس کمینگی اور سفلہ پن کی مذمت یا احتجاج کرنے کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوئی اور کہیں رد عمل ہوا ہے تو لے دے کر خود امریکہ یا یورپی ملکوں کے عوام ہی نے کیا ہے۔ ان کا یہ احتجاج ملتِ اسلامیہ پر مسلط حکمرانوں کے منہ پر زوردار طمانچہ اور ان کی خوابیدہ غیرت کے لیے تازیانۂ عبرت ہے۔ اگر اس موقع پر بھی غیرت مندانہ موقف اختیار نہ کیا گیا تو غاصبوں کا حوصلہ بڑھے گا اور ظلم و تشدد کا یہ طوفان تمام عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

یورپ اور امریکہ میں روزانہ مسلمانوں کو تلاشی کے نام پر جس ذلت آمیز سلوک کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کا حال تو کوئی انہی سے پوچھے کہ وہ گھر اور دفتر سے گھر آتے جاتے ہوئے کتنے مقامات پر قہر آلود نگاہوں، تحقیر آمیز گفتگو اور ناروا رویوں کے تیر اپنے دل اور اپنی روح کے پار اتر جانے کے جاں گسل عذابوں سے گزرتے ہیں۔ جب ان کے ائیر پورٹوں پر ہمارے جرنیلوں اور وزیروں کے جوتے اتروا کر ان کی تلاشی سے اجتناب نہیں کیا جاتا تو عام مسلمانوں پر گزرنے والی قیامت کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ آخر اس ناروا سلوک اور شرمناک رویے پر احتجاج کرنے میں کیا امر مانع ہے۔ جبکہ ہمارا کردار امریکہ کی قیادت میں لڑی جانے والی صلیبی جنگ میں فرنٹ لائن سٹیٹ کا ہے۔ اس کے باوجود اپنے وطن اور ہم وطنوں کی بے آبروئی اور بے توقیری پر چپ سادھے رہنا کہاں کی دانش مندی ہے؟

ذلت پہ ذلت سہے جانا اور ظالم کا ہاتھ تک نہ پکڑنا حمیت کی موت اور غیرت کی جانکنی ہے۔ ظالم کو ظالم نہ کہنے والا بھی بالواسطہ اس کے ظلم میں شریک تصور کیا جاتا ہے۔ آخر قومی بے آبروئی اور ظلم کے خلاف احتجاج کے دو لفظ کہنے سے کون سی قیامت ٹوٹ پڑے گی کہ جس سے ہم بلاوجہ خوف زدہ یا درحقیقت پژمردہ ہو چکے ہیں۔ خیال رہے کہ عصرِ حاضر کا ہلاکو اگر آج بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا ہے تو کل اس تباہی کا رخ وہ ہماری جانب بھی پھیر سکتا ہے۔ جو بدخصلت اور کمینے عراقی بہنوں کی بے حرمتی سے باز نہیں آ رہے' ان کی ناپاک نگاہیں کل کسی اور کے پاک جسموں پر بھی پڑ سکتی ہیں۔ جب حکمران یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بے حس ہو جائیں تو اس کا شدید ردعمل یہ ہوتا ہے کہ پھر باغیرت انسان اپنی جانیں ہتھیلی پہ لیے خود دشمن پر دیوانہ وار ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہ اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے ناموس اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے کچھ بھی کر گزرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ جسے دنیا خودکش حملہ کہے یا کچھ اور...... وہ اس سے بے نیاز ہوتے ہیں اور بارگاہِ ایزدی میں سرخرو ہوئے جاتے ہیں کیونکہ یہی ایمان کا حقیقی تقاضا اور غیرت کی پکار ہوتی ہے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس' تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

ایم حمیداللہ جمیل ایڈووکیٹ

شخصیت پرستی کا رجحان

پروردگارِ عالم نے انسان کو عقل وشعور اور فہم وادراک کی قوت دے کر دنیا میں بھیجا ہے۔ چنانچہ انسان پر لازم ہے کہ وہ عقلیت کا فائدہ اٹھائے تاکہ صحیح وغلط اور اچھائی و برائی میں تمیز کر سکے۔ اگر وہ روزمرہ زندگی میں عقل وشعور کے استعمال سے گریز کرتا ہے تو درحقیقت وہ پروردگار کی عطا کی ہوئی اس نعمت کی ناقدری کرتا اور اپنی ذات کی آپ تضحیک کرتا ہے۔

ہماری زندگی میں مذہب اور سیاست کا بڑا عمل دخل ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ان دونوں امور میں بالعموم لوگ شخصیت پرستی کا شکار ہیں۔ مذہبی دنیا میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اپنے اکابر کی کہی گئی بات کو حرفِ آخر، اُن کے بتائے ہوئے راستے کو سیدھی راہ اور اُن کے بنائے ہوئے اصول کو شریعت قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح سیاسی حلقوں میں اکثریت ان کی ہے جو اپنی جماعت کے قائد کی ہر بات کو حتمی، ہر فیصلے کو قطعی درست اور ہر اقدام کو انتہائی دانش مندانہ قرار دیتے ہیں۔

ہماری ناقص رائے میں مذکورہ بالا رویہ انسانی فطرت سے متصادم اور عقل وفہم کے منافی ہے جس سے کئی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہمارا مذہب تنگ نظری کی مذمت کرتا اور وسیع النظری کو پسند کرتا ہے۔ تحقیق وجستجو اور غور وفکر کی دعوت دیتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی جملہ صلاحیتوں اور ذہنی قوتوں کے استعمال سے مذہبی اصولوں اور تعلیمات پر غور کرے اور تدبر کے ذریعے سے صحیح رستے تک پہنچے اور اس کا یہ عمل دلیل وبرہان کی بنیاد پر استوار ہو۔ حضرات صحابہ کرام اور جلیل القدر فقہا کی تحقیق وجستجو کے نتیجے میں اکثر معاملات میں ان کی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے جو اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ وہ حضرات اندھی تقلید یا شخصیت پرستی کے قائل نہ تھے بلکہ اپنی فہم وفراست کے ذریعے سے درست رائے تک پہنچنے کی سعی کرتے تھے مگر ہمارے ہاں رویہ اس کے برعکس ہے۔ ہماری مذہبی سرگرمیاں اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مساجد میں اپنے اپنے اکابر کے مسالک تک محدود ہیں جبکہ ہمارا رویہ یہ ہونا چاہیے کہ ہم تمام فقہاء اور مذہبی قائدین کی آراء کا تقابلی جائزہ لے کر بنظرِ غائر مشاہدہ کے بعد درست رائے کا انتخاب کریں اور ان پر غور وفکر کرنا گوارا کریں، اپنی ذات پر کسی مخصوص فرقے یا شخصیت کی چھاپ نہ لگنے دیں۔ یہ رویہ اختیار کرنے سے مستحسن نتائج برآمد ہوں گے، انسان کی اپنی ذات علم ودانش اور تدبر کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوگی، فروعی تعصب کا خاتمہ اور فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی ہوگی اور ایک آزاد ماحول میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا موقع میسر آئے گا، امت مسلمہ میں تحقیق کا عمل زندہ ہوگا اور کسی ایک شخص کے افکار پر اکتفا

کر کے سکوت اختیار کرنے اور تدبر نہ کرنے کا عمل ختم ہوگا جبکہ شخصیت پرستی فرقہ واریت کو ہوا دیتی، فروعی مسائل پیدا کرتی اور امت کے باہمی تعلقات متاثر کرتی ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ فہم وفراست کسی میں کم ہوتی ہے اور کسی میں زیادہ اور کوئی اس وصف سے بالکل محروم ہوتا ہے۔ تاہم تعصّبات سے خود کو بچا کر اپنے علم اور فہم کے مطابق دین پر عمل پیرا ہونا بہت ضروری ہے اور شخصیت پرستی میں دیوانگی کی حد تک تجاوز کر جانا اور اندھی تقلید کرنا ایک بالغ نظر مسلمان کا شعار نہیں۔ دین میں ایسے جذباتی اور غیر عقلی رویے کی کوئی گنجائش نہیں۔

غور وفکر اور فہم کے استعمال کا رویہ اگر سیاسی سرگرمیوں میں بھی اختیار کیا جائے تو عوام میں دھڑے بندی، انتقام کی سیاست، تنازع اور ترک تعلق کا احتمال نہ رہے بلکہ شائستگی، حسن سلوک اور اچھے برے کی پہچان پیدا ہو۔ ہم نے اکثر پارٹی لیڈر کی حمایت میں سپورٹرز کو مخالفین سے باہم دست وگریباں ہوتے دیکھا ہے۔ خصوصاً انتخابات کے دنوں میں تو ایسی صورتحال اکثر دیکھنے میں آتی ہے، تو تکار تک نوبت آنا اور گالی گلوچ کرنا سیاسی بیٹھکوں میں بالعموم نظر آتا ہے۔ جس طرح کسی پارٹی کے لیڈر پر بے بنیاد کیچڑ اچھالنا انتہائی ناشائستہ ہے' اسی طرح اپنے لیڈر کی تائید وحمایت میں مبالغہ آرائی سے کام لینا، اس کی خامیوں پر پردہ ڈالنا اور اس کی غلطیوں میں بھی اچھائی اور عوام دوستی کے پہلو نکالنا انتہائی غیر اخلاقی حرکت ہے۔ جھوٹی باتوں اور غلط اعداد وشمار کے ذریعے سے عوام کی برین واشنگ کرنا اور پارٹی کے لیے ووٹ مانگنا بڑا گناہ اور وطن دشمنی کی علامت ہے۔ اس خطرناک رجحان سے بچنے کے لیے عوام میں شعور کو بیدار کیا جانا بہت ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے علم کی روشنی کے چراغ گھر گھر جلانے ہوں گے اور پاکستان کے ووٹرز کو باشعور بنانا ہوگا تاکہ شخصیت، مفاد اور موقع پرستوں کی چالوں سے نااہل اور بدعنوان افراد اقتدار کی کرسی پر براجمان نہ ہوسکیں۔

ہم جس شاندار اور عالمگیر مذہب کے نام لیوا ہیں' اس کی تعلیمات کے مطابق ہمیں صرف پروردگارِ عالم کی پرستش اور اُسوۂ رسول اکرم ﷺ کا اتباع زیب دیتا ہے۔ کائنات کی سب سے بڑی سچائی یہی ہے کہ تمام نقائص سے منزہ' تنقید سے مبرا اور تعریف وتوصیف کے لائق اگر کوئی ہے تو وہ پروردگارِ عالم اور جنابِ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے سوا کوئی نہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تطہیر وتزکیہ خود نبی کریم ﷺ نے کیا۔ اُن کے ایمانِ کامل اور اطاعتِ کاملہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں مؤمنین کاملین قرار دے کر اُن کی خطاؤں کو معاف فرمادیا۔ اس لیے یہ قدسی صفت جماعت بھی تنقید سے مُبرا ہے۔

☆......☆......☆

مولانا محمد مغیرہ
خطیب جامع مسجد احرار، چناب نگر

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار

ایک حجام کی دکان پر جانا ہوا، دیکھا کہ وہاں ایک کیلنڈر پر تقریباً بیس کے قریب تصاویر ہیں۔ میں نے حجام سے کہا کہ ان تصاویر کو اپنی دکان پر لگانے کا فائدہ؟ حجام نے کہا جناب آپ توجہ فرمائیں ہر تصویر میں سر کے بالوں کی کٹنگ کا انداز مختلف ہے، جب کوئی میری دکان پر حجامت بنوانے کے لیے آتا ہے تو یہ تصاویر دیکھ کر اپنی پسند سے مطلع کر دیتا۔ میں ویسی کٹنگ بنا دیتا ہوں۔ اس حجام کی بات تو ختم ہوگئی مگر میرے لئے ایک نیا باب کھل گیا کہ دنیا میں کوئی اچھا ہے یا برا۔ کوئی نہ کوئی اسے پسند کرنے والا ہے۔ جسے کو پسند کیا، یقیناً اس جیسا بننے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مرزا قادیانی نے مہدی، مسیح اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، اُس کے تمام دعاوی اگرچہ جھوٹ پر مبنی تھے تاہم کچھ لوگوں نے ان دعاوی کو پسند کیا اور مرزا قادیانی کو ان کے دعاوی کے مطابق ماننے لگے مگر کوئی قادیانی ایسا نہیں جس نے مرزا قادیانی کو ماننے کے بعد اس کے اعمال اور اس کی سیرت و کردار کو اپنا آئیڈیل بنایا ہو، حالانکہ آپ کو ہر طبقہ میں یہ بات ملے گی کہ اپنے پیشوا کے کردار کو اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایک ہے کردار کو اپنانا، ایک ہے سیرت و کردار کو مٹانا۔ آپ حیران ہوں گے، مرزا قادیانی کے کردار کو مٹانے کے لیے تمام قادیانی برابر نظر آئیں گے مگر اپنانے والا کوئی نہیں۔ مرزا قادیانی کے سوانح و کردار پر لکھی جانے والی کتاب ''سیرت المہدی'' پڑھیں جو اس کے اپنے گھر کے فرد مرزا بشیر احمد کی تحریر کردہ ہے اور پھر اسے کسی قادیانی پر آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ کیا کوئی قادیانی بھی ویسی زندگی گزار رہا ہے۔ آج کی محفل میں مرزا قادیانی کی بعض عادات کا ذکر مقصود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔''

(۲) ''ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لیے گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی مگر اس کے لیے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے، ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لیے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔'' (سیرت المہدی۔ حصہ اوّل، ص ۶۷)

(۳) ''ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بار بار ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں' چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔'' (سیرت المہدی۔ جلد دوم ص ۵۸)

(۴) ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھینچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۷۷)

(۵) ''بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن' کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶)

(۶) ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بمشکل ایک پھلکا کھاتے اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورہ آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخواں پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسا کیوں کرتے تھے مگر کئی لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کونسا نہیں۔''

(مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان جلد ۲۲، نمبر ۱۰۵، صفحہ ۷، ۸۔ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۷) ''آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔''

(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ص ۶۷۔ مرتبہ معراج الدین عمر احمد ملحقہ براہین احمد چہار حصص قدیم)

قارئین یہ مرزا قادیانی کی عادات سے متعلق چند باتیں پیش کی گئی ہیں آپ ماحول میں دیکھیں کہ کیا کوئی قادیانی ایسا ہے جو مرزا قادیانی کی طرح جوتا الٹا اس لئے پہنتا ہو کہ ان کے مرزا مسیح موعود کی سنت ہے۔ جراب الٹی پہنتا ہو اور ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگاتا ہو جب کبھی فوٹو کھینچواتا ہو تو مرزا کی طرح آنکھیں نیم بند کر لیتا ہو، اور جب کھانا کھاتا ہو تو روٹی کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چورا بنا لیتا ہو کہ مرزا کی سنت ہے۔ یقیناً کوئی قادیانی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو مرزا قادیانی کی عادات اپنانے والا ہو کیونکہ وہ ایک مخبوط الحواس مرض مراق میں مبتلا شخص تھا۔ ایسے شخص کے قول و فعل کو اپنانا انسانیت کی تذلیل ہے۔ مگر افسوس ایسے شخص کو لوگ' مہدی موعود اور مسیح موعود مانتے ہیں جس کو ازلی بدبختی کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

ادارہ

ظلمت سے نور تک

● ۲۵ گاؤں کے افراد نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا

ممبئی (از دفتر احرار ممبئی) گذشتہ دنوں مغربی بنگال کے علاقہ اتر دینا، جپور بھگوان، کسومنڈی، بالوگھاٹ اور کاپورہ گاؤں۔ اسی طرح راجستھان کے شہر بھرت پور و اطراف کے ۲۵ گاؤں میں سینکڑوں افراد قادیانیت سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ معلوم ہو کہ ان تمام افراد کو قادیانی مبلغین نے زبردست دھوکہ وفریب میں گرفتار کر کے انہیں قادیانیت کی جانب مائل کیا تھا۔ لیکن ممبئی کی اینٹی احمدیہ قادیانی موومنٹ ان اسلام تنظیم کی کوششوں کے سبب یہ تمام افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔

''اینٹی احمدیہ قادیانی موومنٹ ان اسلام'' کے ناظم اعلیٰ احتشام الحق عبدالباری نے بتایا کہ ہمیں پہلے خبر ہوئی کہ مغربی بنگال کے اتر دینا جپور میں ایک قادیانی مربی عبدالجبار نے علمائے اسلام کو مناظرے کا چیلنج کیا تھا۔ عبدالجبار کے چیلنج کی بات ہمیں مقامی عالم' مولانا غیاث الدین نے بتائی۔ ہم نے ان سے کہا کہ وہ مناظرہ کرنا چاہتا ہے تو تحریری طور پر ہمیں دعوت دے۔ قادیانی مبلغ عبدالجبار اور دوسرے قادیانی مبلغین نے تحریری طور پر چیلنج کرنے سے انکار کر دیا۔

اسی دوران اینٹی قادیانی موومنٹ کے لوگوں نے اعلان کر دیا کہ پولیس کا انتظام کیا جارہا ہے اور لاؤڈ سپیکر پر اب ہمارے لوگ قادیانی مبلغین سے مناظرہ کریں گے۔ یہ سنتے ہی قادیانی مبلغ عبدالجبار اور اس کے تمام قادیانی مبلغین نے راہ فرار اختیار کی۔ ان جھوٹے مبلغین کے فرار ہونے کے بعد تمام گاؤں والوں کو احساس ہوا کہ وہ ریا کاروں کے درمیان پھنس گئے تھے۔ اسی وقت گاؤں والوں نے قادیانی مبلغین کے بانٹے ہوئے تمام لٹریچر کو ایک جگہ جمع کر کے نظر آتش کیا۔ اور بلک بلک کر روتے رہے۔ پھر مولانا غیاث الدین ریاضی کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔

احتشام الحق عبدالباری نے مزید بتایا کہ دہلی میں رہائش پذیر قادیانیت کے سرگرم رکن و مبلغ محمد اسلم سے ہم نے ملاقات کی اور قادیانیت کے مکروفریب سے آگاہ کیا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور تبلیغ کے ذریعے ۱۶ قادیانی خاندانوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اینٹی احمدیہ موومنٹ نے ماریشش میں بھی قادیانیت کے خلاف فرینچ زبان میں اسلام کا لٹریچر تقسیم کیا۔ جس کے سبب ماریشش کا قادیانی امیر جماعت ظفر اللہ ڈومن اپنے ساتھیوں کی بڑی تعداد کے ساتھ قادیانیت کو خیر باد کہ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

● فرید آباد میں ۱۵ افراد قادیانیت سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے

مجلسِ احرار ہند کے رہنما محمد علی جان بخاری کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا

فرید آباد (نمائندہ احرار) ''ہریانہ'' فرید آباد کی بھارت کالونی پدم نگر کے باشندے شہاب الدین ،نواب الدین سمیت ایک ہی کنبے کے ۱۵' افراد قادیانیت سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ان تمام افراد نے ہریانہ مجلس احرار کے مقامی رہنما محمد علی جان بخاری امام جامع مسجد عیدگاہ ٹکوالی کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرلیا۔شہاب الدین جو کہ چار بھائی ہیں نے بتایا کہ قادیانی مبلغوں نے ان کو کس طریقہ سے گمراہ کر دیا تھا۔شروع میں تو وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر آئے۔انہوں نے دین اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتانی شروع کیں۔اور جب ہم لوگ ان پر اعتماد کرنے لگے تو انہوں نے مرزا قادیانی کو نبی بتانا شروع کیا۔چند ماہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔قادیانی چونکہ چھپ کر اسلام کے لباس میں آتے تھے اس لئے دیگر مسلمانوں یا علماء کو خبر نہ ہوسکی۔

نواب الدین نے کہا کہ ہم سب گھر والے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ رب کریم نے ہمیں جلد ہی گمراہی سے نکال کر سیدھی راہ پر ڈال دیا۔انہوں نے کہا کہ احرار والے مولوی محمد علی جان بخاری صاحب نے جب آکر ہمارے سامنے قادیانیت کی حقیقت کھولی تو ہم حیرت زدہ ہوگئے کہ مسلمان بن کر بھی کوئی دھوکہ دے سکتا ہے۔انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس فتنہ سے بچایا۔اب ان شاء اللہ ہم بھی یہ کوشش کریں گے کہ دیگر اہل ایمان کو اس فتنے سے آگاہ کریں۔احراری رہنما مولوی محمد علی جان بخاری نے ''الاحرار'' کو بتایا کہ جب ان کو معلوم ہوا کہ قادیانی چند مسلمانوں کو ورغلا چکے ہیں تو انہوں نے فوراً ان لوگوں سے رابطہ کر کے محنت شروع کر دی جو جلدی کامیاب ہوگئی۔قابل ذکر ہے کہ یہ اہم دینی خدمت احرار جیالے مولوی محمد علی جان بخاری نے اکیلے ہی انجام دی۔ (مطبوعہ: پندرہ روزہ ''الاحرار' 'لدھیانہ' انڈیا)

● اوکاڑہ میں قادیانی کا قبولِ اسلام

قادیانی اعجاز احمد ولد غلام محمد قوم کمبوہ سکنہ کوٹ رسول پور فاضل اوکاڑہ نے مورخہ ۱۴رمئی ۲۰۰۴ء کو مولانا مفتی غلام مصطفیٰ اوکاڑوی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کرلیا۔

نومسلم اعجاز احمد نے حلفیہ بیان دیتے ہوئے کہا کہ ''بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا کسی جبر و اکراہ اور بلا کسی تحریص و ترغیب یا رضا و رغبت فرقہ قادیانیہ سے توبہ کرتا ہوں اور اسلام قبول کرتا ہوں اور حضرت محمد ﷺ کو اپنا آخری رسول و نبی مانتا ہوں۔میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ نبی مانتا ہوں، نہ مصلح، نہ مجدّد اور نہ مسیح۔اب میرا قادیانی جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد تسلیم کرتا ہوں۔میں اپنی بقیہ زندگی خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق بسر کروں گا۔

مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر شیخ نسیم الصباح، سیکرٹری شیخ مظہر سعید، خالد محمود چودھری، الیاس ڈوگر، گلزار معاویہ، یونس مجاہد، سلیمان و دیگر کارکنان نے اعجاز احمد صاحب کو اسلام قبول کرنے اور قادیانیت ترک کرنے پر مبارک باد دی ہے۔

● سابق وزیراعظم برطانیہ کی پڑپوتی کا قبولِ اسلام

۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۶ء تک برطانیہ کے وزیراعظم رہنے والے ہربرٹ ایسکوتھ کی پڑپوتی ایما کلارک نے گزشتہ ماہ برطانوی پریس کے سامنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یاد رہے کہ ایما کلارک کا پردادا ہربرٹ ایسکوتھ اس وقت برطانیہ کا وزیراعظم رہا' جب اس سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا اور اس دور میں جنگِ عظیم جیسے بڑے بڑے واقعے وقوع پذیر ہوئے۔ ایما کلارک نے کہا کہ اس نے مغرب کی منافقانہ اقدار سے نفرت اور اس کے اردگرد بکھری غلاظت سے دور ہونے کے لیے اسلام قبول کیا۔ اس نے انکشاف کیا کہ وہ واحد خاتون نہیں بلکہ برطانیہ کے ہزاروں بڑے خاندان جن کی بنیاد پر برطانیہ کی اشرافیہ قائم ہے' کے افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اس نے کہا اسلام کوئی بدلنے والا فیشن نہیں ہے بلکہ دلوں میں اترنے والی حقیقت ہے۔ ایما کلارک نے ہائی گرو کے علاقے میں ایک اسلامی باغ بنایا ہے جس میں مسجد اور اسلامی تعلیمات کا پورا انتظام ہے اور خواتین کے لیے پردے کے ساتھ سیر کا بھی۔ بی بی سی کے ایک سابق ڈائریکٹر کے مطابق برطانوی اشرافیہ کے ۱۴۲۰۰ افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔

''علماء کو جاہل کہنے والے تجدد پسندوں سے میں پوچھتا ہوں کہ تمہارے اندر شبلی، حالی، ابوالکلام آزاد، نذیر احمد، سید سلیمان ندوی وغیرہ کی قابلیت کے کتنے آدمی ہیں...... کوئی شعبہ لے لو ادب میں شبلی، ابوالکلام آزاد اور حالی کے مقابلے میں کس کو لاتے ہو۔ تحقیق اور اکیڈمک ریسرچ کے میدان میں تمہارے اندر ہے کوئی سید سلیمان ندوی' دین، مذہب اور شریعت اور جدید علوم کو بہتر سمجھنے والا؟ تمہارے ملک میں آخر دو سو سال سے ہمارے کالج روشن خیال طبقہ کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں لیکن تم بتاؤ کہ تمہاری صفوں میں' کوئی ایسا انسان پیدا ہوا جو شبلی اور سید سلیمان ندوی کی ریسرچ سے لگا کھا سکا ہو، موجودہ مسائل کو ابوالکلام آزاد سے بہتر طور پر واضح کر سکا ہو۔ آخر تم جہالت کا طعنہ کسے دے رہے ہو' یہ طعنہ تو خود تمہارے اوپر چسپاں ہوتا ہے۔''

(شورش کاشمیریؒ)

''مضامین شورش'' ص۳۹۴

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆ تھانوں میں آنے والے تمام افراد سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔(ڈی پی او ملتان)

● کس زمانے کی بات کرتے ہو دل جلانے کی بات کرتے ہو

☆ ناموسِ رسالت قانون اور حدود آرڈی نینس کا جائزہ لیا جائے۔(پرویز مشرف)

● جائزہ لے کر دیکھو، تم پر اللہ کا قہر و غضب نازل ہو گا۔(ان شاء اللہ)

☆ عراق فوج بھیجی تو عوام امریکی پٹھو کہیں گے۔(وزیر خارجہ قصوری)

● سچ کہا ''میاں مٹھو'' نے

☆ پرویز کی روشن خیالی کے حامی ہیں۔ تین کروڑ ڈالر دیں گے۔(امریکہ)

● موجاں ای موجاں، جدھر ویکھو فوجاں ای فوجاں...... ہائے نوٹاں دیاں تھبیاں

☆ تعلیمی افسر، خصوصی بچوں کی خوراک و لباس کے فنڈ زکھا گئے۔(ایک خبر)

● خصوصی بچوں سے خصوصی شفقت!

☆ آئندہ بجٹ، غریب دوست بنائیں گے۔(شجاعت حسین)

● ہم تم ہوں گے باجٹ ہو گا رقص میں سارا آڈٹ ہو گا

☆ عراقی قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کی تصاویر تقریباً جعلی ہیں۔(ٹونی بلیئر)

● یہ تصاویر بش اور ٹونی کے منہ پر تاریخ کے طمانچے ہیں۔

☆ میوزک کے بارے میں کہا گیا کہ نوجوانوں پر نیگیٹو اثر پڑتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔(ٹی وی تبصرہ)

● جی ہاں! میوزک نے بڑے بڑے ''ولی اللہ'' پیدا کیے ہیں مثلاً نصرت فتح علی، غلام علی، امانت علی، حامد علی وغیرہ وغیرہ۔

☆ شادی سے واپس آنے والی دو خواتین کو پولیس، تھانہ نیو ملتان لے گئی۔ اجتماعی زیادتی۔ منہ میں شراب انڈیلی گئی۔(ایک خبر)

● حکومتاں قائم...... چور ڈاکو وسدے رہن...... پولیس مزے کردی رئے، روشن خیالی پھیلدی رئے

☆ دوسرے جہاز میں منتقل کرتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیا گیا۔(شہباز شریف)

● آپ کے دور میں بھی تو یہی کچھ ہوتا رہا۔

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ: ابوالادیب

مجلّہ: ششماہی السیرۃ (العالمی)

مدیر: سید فضل الرحمٰن ضخامت: ۴۱۶ صفحات قیمت: ۱۵۰ روپے

ناشر: زوار اکیڈیمی پبلی کیشنز۔ اے ۴/ ۱۷ ناظم آباد نمبر ۴ کراچی نمبر ۱۸

حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن اور سید عزیز الرحمٰن قابل مبارک باد ہیں، جو تسلسل کے ساتھ ''السیرۃ'' کا اتنا ضخیم شمارہ شائع کر رہے ہیں۔ جس میں صرف اور صرف رسول پاک ﷺ کی ذات بابرکات کی سیرت سے متعلق ہی مضامین شامل کئے جاتے ہیں۔ یہ حقیقی معنوں میں سیرتِ طیبہ اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کا نقیب، علمی و تحقیقی مجلّہ ہے

''السیرۃ'' کے تازہ ۱۱ویں شمارہ میں بھی سیرت کے موضوع پر جید علماء کے بارہ مقالات شامل ہیں۔ جن میں ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی، پروفیسر علی محسن صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، ڈاکٹر جنید ندوی، پروفیسر ظفر احمد، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا اکرام اللہ جان قاسمی، ڈاکٹر محمود الحسن عارف، ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، ڈاکٹر اقبال جاوید اور سید عزیز الرحمٰن جیسے اہل قلم اور محققین کے وقیع اور پُر مغز مضامین شائع کئے گئے ہیں۔ خاص طور پر پروفیسر ظفر احمد صاحب کا قسط وار مضمون ''السیرۃ النبویہ، توقیتی مطالعہ''، پروفیسر علی محسن صدیقی کا مقالہ ''طلوعِ آفتابِ رسالت'' (سیرت طیبہ بعثت سے ہجرت تک)، ڈاکٹر اقبال جاوید کی تحریر ''مقالاتِ سیرت، تعارفی جائزہ'' اور نائب مدیر سید عزیز الرحمٰن کا ''پیغام سیرت، اخلاق نبوی کے خانگی مظاہر'' نہایت اعلیٰ اور تحقیقی مقالات ہیں اور ''السیرۃ'' کی جان ہیں۔ مجلّہ اعلیٰ سفید کاغذ پر، چہار نگا خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ جاذبِ نظر ہے۔

برصغیر کے دینی مدارس (نصاب و نظام کا ایک جائزہ)

مؤلف: مولانا محمد عیسیٰ منصوری ضخامت: ۱۳۲ صفحات قیمت: ۶۰ روپے ناشر: ورلڈ اسلامک فورم لندن

ملنے کا پتا: دارالکتاب، کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

مولانا محمد عیسیٰ منصوری، ورلڈ اسلامک فورم لندن کے چیئر مین ہیں۔ صاحب مطالعہ آدمی ہیں۔ ملّت اسلامیہ کو درپیش مسائل پر ان کی گہری نظر ہے۔ دینی مدارس اور ان کے نظام و نصاب میں اصلاحِ احوال کے لئے انہوں نے معقول تجاویز پر مشتمل یہ کتاب تدوین کی ہے، جس میں اپنے نقطۂ نظر کے اظہار کے علاوہ انہوں نے مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مفتی محمد شفیعؒ اور سید ابوالحسن علی ندویؒ کے اس

موضوع پر ارشادات کا خوبصورت انتخاب بھی شامل کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں کتاب میں دینی مدارس کے قیام کے تاریخی پس منظر میں' نصاب اور طرزِ تعلیم کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے۔ اپنے موضوع کے لحاظ سے کتاب قابل مطالعہ ہے

مغرب اور عالمِ اسلام کی فکری و تہذیبی کشمکش

مؤلف: مولانا محمد عیسیٰ منصوری صفحات: ۹۶ قیمت: ۵۰ روپے

ناشر: ورلڈ اسلامک فورم لندن ملنے کا پتا: دار الکتاب' کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ' اردو بازار۔ لاہور

مغرب سے درآمد کئے جانے والے جدید نظریات بمعہ اپنے جدید سائنٹفک اسلوب کی بدولت لوگوں کو مرغوب کر دیتے ہیں۔ اسلامی تصورات کو غلط معنی و مفہوم میں پیش کرتے ہیں۔ علماء کرام کو چاہیے کہ وہ یورپ کی ذہنی و فکری تاریخ اور ان کے جدید افکار و نظریات کا بغور مطالعہ کریں جن کی پشت پر یورپی یونین کی سیاسی و عسکری قوت کام کر رہی ہے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ انسان کی خواہشات کو تسکین دینے والے عوامل بھی اس میں شامل ہیں۔ ہمارے دور میں اس موضوع پر بہت کم تحریر کیا گیا ہے۔ فرانس کے مشہور مفکر رینے گینون جن کا اسلامی نام عبدالواحد یحییٰ ہے' نے اس عنوان پر پچیس سے زیادہ کتابیں تحریر کیں۔ بعدازاں پاکستان کے معروف دانشور جناب حسن عسکری نے شیخ عبدالواحد کی کتابوں کا خلاصہ' اپنے مجموعہ میں نہایت سادہ زبان میں پیش کر دیا۔ جناب عبدالواحد کا مؤقف ہے کہ جدید تہذیب کی بنیاد ملحدانہ اور ابلیسی ہے۔ بلکہ مغرب کی جدید تہذیب' مذہب سے بغاوت کا دوسرا نام ہے جس کی طرف ہمارا جدید پڑھا لکھا طبقہ بگٹٹ ہو رہا ہے۔ مولانا محمد عیسیٰ منصوری اس دور کے صاحب فکر و نظر علماء میں سے ہیں' جو مغربی اقوام کے ساتھ' مسلمانوں کی فکری اور تہذیبی کشمکش پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے زیر نظر کتاب میں' مسلمان علماء اور اہل دانش کو ان کی صحیح ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ امید ہے یہ کتابچہ علمی حلقوں میں قبولِ عام کا درجہ پائے گا۔

عشق رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات

مرتب: عمادالدین محمود ضخامت: ۱۶۶ صفحات قیمت: ۶۶ روپے

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ' برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ۔ سرحد

مولانا عمادالدین نے تاریخ کے اُن نفوسِ قدسیہ کے تذکار کو محفوظ کر دیا ہے' جنھوں نے عشقِ رسول ﷺ میں اپنی جانیں کھپا دی۔ ہر مسلمان اپنے آقا و مولا ﷺ کی عزت پر کٹ مرنے کو اپنی زندگی کی معراج تصور کرتا ہے۔ اس کتاب میں ایسے ہی عشاقِ رسول ﷺ کا ذکر ہے' جنھوں نے بھوک اور پیاس کو برداشت کیا، جیلیں آباد کیں، پیروں اور ہاتھوں میں زنجیریں پہنیں، کوڑے کھائے، پھانسی کو لبیک کہا مگر رسول پاک ﷺ کی عزت و حرمت پر آنچ نہ آنے دی۔

آرٹ کارڈ کے چہاررنگا ٹائٹل کے ساتھ، پرنٹنگ، کاغذ بھی معیاری ہے۔(تبصرہ:ابوالادیب)

فتح الرحمٰن فی اثبات مذہب النعمان

تالیف:امام محدث عبدالحق بن سیف الدین دہلوی (تین جلد)

ملنے کا پتا:عتیق اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

''شیخ عبدالحق محدث دہلوی مرحوم'' ہمارے اسلاف میں ایک جانا پہچانا نام ہے۔ان کی علمی وتحقیقی تحریریں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ان کی کتاب ''فتح الرحمٰن فی اثبات مذہب النعمان'' جس میں کتاب الطہارت، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے مرصع کیا گیا ہے۔اس نایاب کتاب کو عتیق اکیڈمی نے بڑی محنت سے طبع کروایا ہے گو کہ کتاب عربی میں ہے مگر بالکل آسان ہے جس سے منتہی طلباء مدارس اور علماء کرام برابر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔خصوصاً ایسے علماء جو ملک میں مذہب حنفیہ کی ترویج واشاعت میں مگن ہیں ان کے لئے ایک معلومات کا بڑا خزانہ ہے۔(تبصرہ:مولانا محمد مغیرہ)

''بامقصد شاعری کے رنگ ذرا مدھم بھی ہوں تو بے مقصد شاعری سے کہیں زیادہ پختہ ہوتے ہیں۔باعفت خاتونِ خانہ کے حسن کا جادو سر چڑھ کر نہ بھی بولتا ہو مگر اس کے کردار کا مقابلہ زنِ بازاری کے بس کی بات نہیں۔حبیب الرحمٰن بٹالوی کی شاعری میں عشوہ طرازیاں تو نہیں مگر وفا شعاریاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔اب ایسی مقصدیت سے بھرپور شاعری کم کم نظر آتی ہے۔'' (خالد مسعود خان)

چمن خیال

شعری مجموعہ : شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

عنقریب شائع ہورہاہے

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان فون:061-511961

اخبارالاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اوکاڑہ (۹؍اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ ہماری حکومت نے امریکہ کے حکم پر نصاب تعلیم سے اسلام کو خارج کر دیا ہے۔ اور ملک کا نظام تعلیم امریکی پٹھوؤں آغا خانیوں کے سپرد کر دیا ہے۔ ہم ایسے تمام لادینی اقدامات کو مسترد کرتے ہیں۔ وہ بخاری مسجد (المعروف پل والی مسجد) میں اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ملک کو مکمل سیکولر بنانا چاہتی ہے اور امریکی احکامات کے تحت ملک میں ایسا نصابِ تعلیم رائج کرنا چاہتی ہے جس کے ذریعے آئندہ نسل کو اسلام سے برگشتہ کیا جا سکے۔ موجودہ نصاب تعلیم میں قرآن وحدیث، نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی کامل ایمان والی شخصیات کو جس انداز میں پیش کیا گیا ہے اس کا مقصد لادینیت کے فروغ کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت پیر جی نے فرمایا ہم ایسے تمام اقدامات کا راستہ روکیں گے جن کے ذریعے قوم کو اسلام سے دور کیا جارہا ہے۔ ہم اپنے عقائد پر کوئی بھی سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں۔

حضرت پیر جی کی آمد کے موقع پر مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر شیخ نسیم الصباح، ناظم شیخ مظہر سعید، قاری کفایت اللہ، خالد محمود، محمد سلیمان اور دیگر احرار کارکنوں نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ نیز شیخ نسیم الصباح کے نواسے علی حیدر کو حفظ قرآن کے آغاز پر حضرت پیر جی نے بسم اللہ پڑھائی اور احرار کارکنوں سے ملاقات کی۔

☆......☆......☆

اوکاڑہ (۹؍اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ نصاب تعلیم سے آیات جہاد حذف کرنے اور نظام تعلیم کو آغا خانیوں کے سپرد کرنے کا مقصد طلباء کے ذہنوں سے اسلامی تعلیمات کا تصور ختم کرنا ہے۔

اوکاڑہ میں احرار کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مشرف حکومت نے پاکستان کو مکمل طور پر امریکی تسلط میں دینے کا فیصلہ کرلیا ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ انسانی تدبیریں تقدیر کے سامنے بے بس بھی ہو جایا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس دینیہ کے نصاب و نظام کو بدلنے والے دراصل یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے کی تکمیل میں سرگرم ہیں۔ تمام دینی جماعتیں اور ادارے اپنی خودمختاری اور آزادی کا ہر قیمت پر تحفظ کریں گے۔

جو علم اللہ کا راستہ نہیں دکھاتا وہ جہالت ہے

اسلامک ایجوکیشنل اکیڈمی پشاور کی افتتاحی تقریب سے امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری کا خطاب

رپورٹ: قاری عطاء اللہ ارشد

پشاور (۱۸ اپریل) قائد احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری تبلیغی و اصلاحی دورہ پر پشاور تشریف لائے۔ سب سے پہلے اپنے میزبان مولانا محمد اورنگ زیب اعوان اور ذوالفقار علی کے ہمراہ رفیق امیر شریعت یادگار اسلاف پیکر علم و عمل مولانا سعید الدین شیر کوٹی (فاضل دیوبند) کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے، دونوں بزرگ کافی دیر تک امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کی یادوں اور باتوں سے محفل کو یادگار بناتے رہے۔ کبھی تو حاضرین مجلس اشک بار ہو جاتے اور کبھی چہروں پہ مسکراہٹ بکھر جاتی۔

بعد نماز ظہر پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور مولانا سعید الدین شیر کوٹی اسلامک ایجوکیشنل اکیڈمی کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لیے جلسہ گاہ پہنچے تو پنڈال علماء کرام، دینی مدارس کے طلباء اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اکابر کی آمد پر پر جوش نعروں سے ان کا خیر مقدم کیا۔ سٹیج پر شیخ الحدیث مولانا عبدالستار مروت، مولانا یعقوب القاسمی، پروفیسر محمد اسماعیل سیفی، مولانا احترام الحق، مولانا خالد محمود و دیگر احباب نے قائدین کو خوش آمدید کہا۔ اسی اثناء میں جامعہ ابو ہریرہ کے مہتمم مولانا عبدالقیوم حقانی بھی تشریف لے آئے۔ مولانا احترام الحق دیروی نے تلاوت اور مولانا خیال محمد نے ہدیۂ نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مولانا محمد اورنگ زیب اعوان نے اکیڈمی کے اغراض و مقاصد بیان کیے، معزز مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا، پروگرام کی صدارت مولانا سعید الدین شیر کوٹی نے فرمائی۔

مہمان خصوصی قائد احرار ابن امیر شریعتؒ سید عطاء المہیمن بخاری نے اسلامک ایجوکیشنل اکیڈمی کے قیام پر اپنے دعائیہ کلمات سے نوازا اور اپنے خطاب میں فرمایا علم روشنی ہے جہالت تاریکی ہے۔ علم کی یہ خاصیت ہے کہ وہ اللہ کی پہچان پیدا کرتا ہے جو علم اللہ کا راستہ نہیں دکھاتا وہ جہالت ہے۔ انسان دو چیزوں کا مرکب ہے روح اور جسم۔ روح پر محنت ہوتی ہے۔ وحی کے علوم کے ساتھ۔ روح کا تعلق اللہ کے امر کے ساتھ ہے۔ جب روح اللہ کے امر کی پابند ہو جائے گی تو جسم اسکے تابع ہو جائے گا اور جب روح پر اللہ کے امر کی محنت نہیں ہوگی تو جسم اور روح دونوں باغی ہو جائیں گے۔ ہم نے روح اور جسم دونوں کو اللہ کا اطاعت گذار بنانا ہے میرے عزیز مولانا محمد اورنگ زیب اعوان اسی عظیم مقصد کے پیش نظر اسلامک ایجوکیشنل اکیڈمی کا قیام عمل میں لائے ہیں۔ روح اور جسم عقلی علوم سے نہیں وحی کے علوم سے اطاعت گذار بنیں گے۔ آج بر سر اقتدار طبقہ کہتا ہے کہ دینی مدارس کو قومی دھارے میں لایا جائے۔ میں کہتا ہوں تم اپنے سکولوں اور کالجوں کو

قومی و دینی دھارے میں لے آؤ، اخلاقی اور تہذیب وتمدن کے دھارے میں لے آؤ۔ ہم تو پہلے ہی قومی اور دینی دھارے میں ہیں، تم وحی کےعلوم کو پڑھانا شروع کردو ہم تمہاری عقل کو وحی کے مطابق پڑھنا شروع کردیں گے۔

پیر جی نے فرمایا جدید سائنسی علوم کے پڑھنے سے روح ترقی نہیں کرے گی روح تب ہی ترقی کرے گی' جب قرآن مجید کو اور سمجھا جائے گا، قرآن کے نظام کو چلایا جائے گا۔ جب ہماری روح ترقی کرے گی تو ہم سب مل کر کفر کے خلاف کھڑے ہونے کے اہل ہو جائیں گے' جب تک ہماری روح مردہ ہے ہم کفر سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم عصری علوم کے مخالف نہیں مگر انہیں دینی قالب میں ڈھال کر اوران کی تطہیر کر کے ان کو پڑھیں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ کفر سے ہماری صرف عقیدے کی جنگ نہیں ہے بلکہ معاشی، معاشرتی، تہذیبی، تعلیمی، عقائد ونظریات اور پورے نظام کی جنگ ہے اور ہماری ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوگئی ہیں، لہٰذا ہمیں باہم متحد و متفق ہو کر عالمی کفر کے خلاف لائحہ عمل طے کرنا ہوگا۔

مولانا عبدالقیوم حقانی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج ہم ایک دینی ادارہ کی افتتاحی تقریب میں شریک ہیں۔ ہمارا یہ مرکز قرآن اور مجاہدین کا مرکز بنے گا۔ میرا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ ہمارے قائد محترم پیر جی کی تشریف آوری، ان کے مبارک قدم، ان کی توجہات، دعائیں، نگاہیں اوران کی سرپرستی ہمارے لیے ہر لحاظ سے روشن مستقبل کی ضمانت ہے ۔اسلامک ایجوکیشنل اکیڈمی ان شاءاللہ پاکستان ہی نہیں پوری دنیا کے لیے مینارہ نور بنے گی۔ صدر اجلاس مولانا سعید الدین شیرکوٹی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ''میں ایک مُلّا آدمی ہوں۔ مُلّاؤں کی جوتیوں میں پلا ہوں۔ مجھے الحمدللہ اپنے مُلّا ہونے پر فخر ہے اور انہی سے میری نسبت ہے۔ آپ نے مجھے محبت سے بلایا انکار کرتے ہوئے بن نہ پڑی اور حاضر ہوگیا

مہرباں ہو کے بلالو مجھے چاہو جس وقت
میں گیا وقت نہیں کہ پھر آ ہی نہ سکوں

ہماری تاریخ' جرأت اور بہادری کی تاریخ ہے۔ ہم نے قربان ہونا اور جان دینا سیکھا ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے اس وقت بھی درختوں سے لٹکی ہوئی علماء کی لاشیں ہیں جنہوں نے جان دے کر یہ بتادیا کہ عالم اور ملا جبر اور قہر سے نہیں ڈرتا وہ پیار دیتا ہے پیار سے کھنچتا ہے تم اسے بھلے دہشت گرد کہتے رہو وہ تو تمہارے کسی رعب سے نہیں ڈرتا۔

تقریب سے شیخ الحدیث مولانا عبدالستار مروت، مولانا قاری حفیظ اللہ جان فاروقی، جناب صابر غفور علوی اور جناب تنویر اقبال نے بھی خطاب کیا۔

تقریب کے بعد رات پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری پرانے احرار کارکن جناب محمد اسماعیل سیفی کی پرخلوص دعوت پر ان کے ہاں تشریف لے گئے جہاں دیگر احرار کارکن بھی موجود تھے۔ واپسی پر پشاور کے تاریخی بازار قصہ خوانی میں وہ تاریخی جگہ دیکھی' جہاں فرنگی نے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا اور اسی واقعہ کی یاد میں احرار کے جانبازوں نے سرخ قمیص کا استعمال شروع کیا تھا۔ چوک یادگار بھی تشریف لے گئے جہاں حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے

تاریخی جلسے ہوا کرتے تھے، نمک منڈی میں وہ جگہ بھی دیکھی جہاں مجلس احرار کا دفتر ہوتا تھا۔ رات کا قیام اکیڈمی میں کیا۔

اگلے روز صبح مولانا محمد اورنگ زیب اعوان کے گھر ناشتہ پر سرگودھا کے معروف عالم دین مولانا محمد الیاس گھمن بھی تشریف لے آئے۔ ان سے ملاقات کی اور ملکی حالات پر تبادلہ خیالات کے بعد مسجد قاسم علی خان کے خطیب مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی سے ملاقات کی اور جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ میں منعقدہ امیر شریعت کانفرنس میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں مولانا محمد اورنگ زیب اعوان اور قاری عطاء اللہ ارشدان کے ہمراہ تھے۔ وہاں سے واپسی پر اٹک کی معروف روحانی شخصیت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ کی دعوت پر ان کے ہمراہ اٹک تشریف لے گئے۔ نماز مغرب وہاں ادا کی۔ احباب ورفقاء سے ملاقات کے بعد حضرت پیر جی اسلام آباد روانہ ہوگئے۔

● قادیانی فتنہ ایک صدی سے اسلام کے خلاف سرگرم ہے‘ نوجوان اٹھ کھڑے ہوں

● ’’جماعتِ احمدیہ‘‘ کے ساتھ ’’اسلامیہ‘‘ کے لفظ کا اضافہ‘ دنیا اس دھوکے سے باخبر رہے

● مسلم اوقاف سمیت سکھوں، عیسائی اور ہندوؤں کے اوقاف حکومت کی تحویل میں ہیں لیکن قادیانیوں کے اوقاف سرکاری تحویل میں نہیں لیے گئے‘ گویا ایک ملک میں دو قانون ہیں

● قادیانی خلیفہ اب بھی برطانیہ کی آغوش میں بیٹھا ہوا ہے اور ہم چناب نگر کے بازاروں میں دعوت حق کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں

سالانہ ’’تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ (مسجد احرار چناب نگر) سے قائد احرار، سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر کا خطاب

چناب نگر (۲ رمئی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام چناب نگر میں سالانہ دو روزہ ’’تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے‘ امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا قادیانیوں کی مذہبی کتابوں میں انبیاء کرام کی توہین کی گئی ہے جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی بھی دل آزاری کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی مضبوط ترین قدر مشترک پر اتحاد و یگانگت کے بغیر ہم منزل کے قریب نہیں ہو سکتے، اسلامی نظام نافذ کئے بغیر مسلم ممالک اپنی داخلی و خارجی مشکلات پر ہرگز قابو نہیں پا سکتے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کی نگرانی میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں عروج پر ہیں، مسلمانوں کے وسائل سے مسلمانوں کو ہی ذبح کیا جا رہا ہے، چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت ایکٹ کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہو رہی ہے اور انتظامیہ مسلسل قادیانیوں کی آئین شکن سرگرمیوں کو نہ صرف نظر انداز کر رہی ہے بلکہ پوری طرح سپانسر کیا جا رہا ہے۔ آج پھر حالات متقاضی ہیں کہ قوم منکرین جہاد اور منکرین ختم نبوت کے خلاف ۱۹۵۳ء کی طرح متحد ہو کر لائحہ عمل طے کرے۔ مجلس

احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ پاکستان کا موجودہ سیاسی خلفشار اور معاشی صورتحال حکمرانوں کی دین دشمن اور امریکہ وکفرنواز پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اپنی تاریخی روایات کی مطابق کفر وارتداد اور جبر واستبداد کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا اعلان کرتی ہے۔احرار قادیانیوں اور قادیانی نواز لابیوں کے خلاف ہر وہ کام کریں گے' جس کا دین ہم سے تقاضا کرتا ہے۔قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد اصغر عثمانی اور دیگر علماء کرام نے کہا کہ ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ مسلمانوں کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے، قادیانیوں کی طرف سے اسلام کے بارے میں ہرزہ سرائی اور عالمی سطح پر مسلمانوں کی خلاف سازشیں ہمارلئے ناقابل برداشت ہیں۔حکمرانوں نے نصاب تعلیم سے قرآنی آیات کے اخراج کے مسئلے پر جوموقف اختیار کیا ہے' وہ ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے زمرے میں آتا ہے۔

آخری نشستوں سے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری جنرل مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا عبدالقیوم حقانی (اکوڑہ خٹک)، مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی (اٹک)، مولانا عزیز الرحمٰن خورشید، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد اورنگزیب اعوان (پشاور)، مولانا عبدالنعیم نعمانی، مولانا اللہ دتہ، حاجی محمد ثقلین کھیڑا، قاری محمد اکرم، حافظ محمد اکرم احرار اور سید عطاء المنان بخاری نے خطاب کیا۔مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ نہ صرف پاکستانی اعلیٰ عدالتیں اور قومی اسمبلی لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہیں بلکہ دنیائے اسلام کے مفتیان اور علماء کرام اور کئی ملکوں کی عدالتیں بھی قادیانیوں کے فراڈ کا پردہ چاک کر چکی ہیں۔مرکز اسلام مکہ مکرمہ میں ۱۰۴ ممالک کے تین سو سے زائد نمائندوں نے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو کفر قرار دیا تھا۔قادیانیوں پر ہر طرح سے اتمام حجت ہو چکی ہے اور دعوت اسلام پہنچ چکی ہے۔کوئی قادیانی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ غلط فہمی کا شکار ہے، انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی کے فیصلے، امتناع قادیانیت ایکٹ اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کو غیر مؤثر اور سبوتاژ کرنے کی سازش کسی طور پر کامیاب نہیں ہوگی، انہوں نے کہا کہ مکہ اور مدینہ میں قادیانیوں کا داخلہ بند ہے' جو جاتے ہیں وہ دھوکا دے کر جاتے ہیں۔ہم نے سعودی حکومت کے ذریعے سینکڑوں قادیانیوں کو حرمین سے نکلوایا۔انہوں نے کہا کہ یورپ میں بڑے بڑے قادیانی مسلمان ہو رہے ہیں۔ دھوکہ دہی کے لئے اب قادیانیوں نے جماعت احمدیہ کے ساتھ ''اسلامیہ'' کے لفظ کا اضافہ کیا ہے دنیا اس دھوکے سے باخبر رہے۔انہوں نے کہا کہ سکھوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے اوقاف حکومت نے اپنی تحویل میں لئے مسلم اوقاف کو صوبائی تحویل میں لیا گیا۔ایک ملک میں دو قانون ہیں اور قادیانیوں کے اوقاف سرکاری تحویل میں نہیں لئے گئے۔قادیانی اوقاف کا پیسہ اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ضیاء الحق کے بیٹے اعجاز الحق سے میں نے کہا ہے کہ آپ کے والد نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تھا' آپ قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لینے کا فیصلہ کریں۔انہوں نے کہا کہ میں نے ساری زندگی جھوٹی نبوت کا پوری دنیا میں تعاقب کیا۔اس پیرانہ سالی میں اور زندگی کے آخری حصہ میں مجلس احرار کے اکابر خصوصاً احرار کی نوجوان قیادت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ختم نبوت کے مورچے پر ہراول دستے کا کردار ادا

کریں اور تحریک ختم نبوت کے باقی ماندہ مطالبات کے لیے تحریک کو مؤثر وفعال بنائے۔

جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ (سرحد) کے مہتمم مولانا عبدالقیوم حقانی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عقیدے پر وار کرنے والے دراصل اسلام کو اس کی جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں۔ قادیانیت اور اسلام متصادم ہیں۔ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے، یہ فتنہ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے ایجنڈے پر ایک صدی سے کام کر رہا ہے۔ مجلس احرار کے اکابر اور کارکن مبارکباد کے مستحق ہیں جو آقائے نامدار ﷺ کے منصب ختم نبوت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

قاضی محمد ارشد الحسینی نے کہا کہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم اور اکابر احرار نے ۱۹۳۴ء میں انگریز سامراج کی پابندیوں کے باوجود قادیان میں داخل ہو کر تحفظ ختم نبوت اور اقامت دین کی جدوجہد کا جو پرچم بلند کیا تھا وہی انداز آج چناب نگر (ربوہ) میں دیکھ کر دل سے دعا نکلی ہے۔ یہ راستہ مشکل ضرور ہے لیکن یہ سیدھا جنت میں جاتا ہے اور جو راستہ قادیانیوں کا ہے وہ سیدھا دوزخ میں جاتا ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن خورشید نے کہا کہ ہم شہداء ختم نبوت کے وارث بھی ہیں اور شہداء افغانستان (طالبان) کے بھی وارث ہیں۔ قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ چناب نگر میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی ڈاک قادیانیوں کے ایماء پر ضائع کی جارہی ہے۔ مولانا اورنگزیب اعوان نے کہا کہ قادیانیت کی گمراہی سے امت مسلمہ کو بچانے کے لیے علماء حق نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے جو قربانیاں دیں وہ ہماری دینی وقومی اور ملی تاریخ کا اثاثہ ہے۔ مولانا عبدالنعیم نعمانی نے کہا کہ حکمران اسلامی جمہوریہ پاکستان کو امریکی مفادات کے اڈے میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ دو روزہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے اختتام پر مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد احرار چناب نگر سے مجاہدین ختم نبوت اور سرفروشان احرار نے حسب سابق عظیم الشان جلوس نکالا۔ شرکاء کی اکثریت سرخ قمیصوں میں ملبوس تھی۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، امریکہ کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے، فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی (ﷺ) جیسے فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے۔

جلوس قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ اور عبداللطیف خالد چیمہ کی قیادت میں جب چناب نگر کے مرکزی اقصیٰ چوک میں پہنچا تو بہت بڑے جلسہ عام کی شکل اختیار کر گیا جہاں سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی نے خود کہا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں، تحفظ ختم نبوت کے لئے ہم خون کا آخری قطرہ بھی بہا دیں گے مرزائی خلیفہ اب بھی برطانیہ کی آغوش میں بیٹھا ہوا ہے ہم ربوہ کے بازاروں میں دعوت حق کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، مرزائی یہودیوں کے ایجنٹ ہیں جن کا کھاتے ہیں ان کا گاتے ہیں۔ مجلس احرار اور تحفظ ختم نبوت لازم ملزوم ہیں۔ نبی (ﷺ) کا اسوہ ہماری شناخت ہے اور انگریز کی وفاداری قادیانیوں کی شناخت ہے۔ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ ہم چناب نگر اور پوری دنیا کے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہیں اور قادیانیوں

سے ہمدردی رکھتے ہیں۔اسی لیے کہتے ہیں کہ کلمہ اسلام پڑھ کر جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جاؤ اور شیخ راحیل کی طرح قادیانیت کے فراڈ سے نکل آؤ۔جلوس اقصیٰ چوک سے نعرے لگاتا ہوا پرامن طور پر قادیانی مرکز ''ایوانِ محمود'' کے سامنے پہنچا جہاں عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ ماہ پاکستان کی طرف سے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق میں توہین مذاہب کے خلاف قرارداد منظور کی گئی ہے' جس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔پاکستان اقوام متحدہ میں توہین رسالت ﷺ اور ختم نبوت کے خلاف ہرزہ سرائی کو جرم قرار دلوائے۔انہوں نے کہا کہ قادیانی پوری دنیا میں اپنے آپ کو مظلوم بنا کر پیش کر رہے ہیں حالانکہ وہ اپنے کفر وارتداد کو اسلام کے نام پر پیش کر کے ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔پانچ سو سے زیادہ قادیانی' فوج اور سول کے کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔جہاد کا انکار جن کا مذہبی عقیدہ ہے' وہ ہماری فوج' جس کا ماٹو جہاد ہے میں کیوں مسلط کئے گئے ہیں۔

قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے مجاہدین احرار کے جلوس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا مسرور میں اخلاقی جرأت ہے تو وہ یہاں آ کر حالات کا مقابلہ کرے۔ہم قرآنی تعلیمات کے مطابق یہاں دعوت اسلام اور حق کا پیغام مسلسل دے رہے ہیں جبکہ قادیانی شر پسند ہیں جو یہاں کے امن وامان کو تباہ کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ چناب نگر کے تعلیمی اداروں میں قادیانیت کی تبلیغ ہو رہی ہے، قانون کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں، سرکاری انتظامیہ جانبداری کا مظاہرہ کر رہی ہے، چار مقامات پر قادیانی عبادت گاہوں کو مساجد کی شکل دینے کی سازش ہو رہی ہے۔سرکاری اہل کاروں پر قادیانیوں کی خفیہ سازشیں عیاں نہ کرنے کے لئے دباؤ بڑھایا جارہا ہے۔ان حالات میں ہم ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کریں گے۔انہوں نے کہا کہ حکمران قادیانیت کے نرغے میں ہیں لیکن ہم شہداءِ ختم نبوت کے مشن کی تکمیل کے لیے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گے۔جلوس کے شرکاء نے تحریک ختم نبوت کے مطالبات پر مبنی بڑے بڑے بینرز اور احرار کے سرخ پرچم اٹھا رہے تھے۔شدید نعرے بازی کے باوجود جلوس انتہائی پرامن اور منظم رہا اور قادیانیوں کی دکانیں بھی بند رہیں، کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔پولیس اور سرکاری اہل کار جلوس کے ساتھ رہے۔احرار گارڈز نے بھی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے۔

قراردادیں

● مجلس احرار اسلام پاکستان کا یہ عظیم اجتماع عراق کے مظلوم مسلمانوں سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ عراق کے مسئلہ پر مضبوط مؤقف اختیار کرتے ہوئے عراقیوں کی نسل کشی پر امریکی سامراج کی بھرپور مذمت کرے، امت مسلمہ کی ترجمانی کرے اور پاکستانی فوج کو عراق بھیجنے سے باز رہے۔

● اجتماع نے بالاتفاق تعلیمی نصاب سے عقیدہ ختم نبوت اور جہاد سے متعلق مواد حذف کرنے کے اقدام پر وزارت تعلیم سے شدید احتجاج کیا اور مطالبہ کیا گیا کہ وزارت تعلیم اور محکمہ تعلیم میں گھسے ہوئے قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کو لگام دی

جائے اور ایسے عناصر سے ان شعبوں کو پاک کیا جائے۔

- تعلیمی بورڈوں کو آغا خان فاؤنڈیشن کی ماتحتی میں دینے کی اطلاعات پر اجتماع احرار نے شدید غم غصہ کا اظہار کیا اور حکومت پاکستان کو انتباہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ غیر ملکی دباؤ پر ایک متنازعہ اقلیتی گروہ کی سرپرستی میں دینے اور نوجوان نسل کے اذہان کو خراب کرنے کی سازش میں شریک ہونے سے باز رہے اور تعلیمی بورڈوں کی آزادانہ اور خودمختارانہ حیثیت میں رخنہ اندازی کرنے سے اجتناب کرے۔
- حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ حکومت قادیانی اوقاف کو واپس اپنی تحویل میں لے' جیسا کہ دوسرے غیر مسلموں اور مسلمانوں کے اوقاف واپس لیے گئے ہیں۔
- مطالبہ کیا گیا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اندراج کیا جائے اور غیر مسلموں کے شناختی کارڈ کا رنگ علیحدہ کیا جائے۔
- علاوہ ازیں ارتداد کی شرعی سزا اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے نفاذ کا بالاتفاق مطالبہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ ارباب اختیار قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا سدباب کریں اور پاکستان کے دینی تشخص کو مجروح ہونے سے بچائیں۔
- چناب نگر سابق ربوہ کی لیز ختم کر کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔
- چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے
- قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکا جائے اور قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کرائی جائے۔
- الفضل سمیت تمام قادیانی جرائد کے ڈکلریشن منسوخ کئے جائیں اور قادیانی جماعت اور اسکی ذیلی تنظیموں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔
- چنیوٹ کو بلاتاخیر ضلع کا درجہ دیکر یہاں کے عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا جائے۔
- فوج اور سول میں مسلط کئے گئے پانچ سو سے زیادہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے۔

''ختم نبوت کانفرنس' چناب نگر کی جھلکیاں

- مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ دوروزہ شہداء ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر مجلس کی طرف سے رنگ برنگے بینرز آویزاں تھے، جن پر یہ نعرے اور مطالبات درج تھے۔

☆ اسلام زندہ باد......مرزائیت مردہ باد ☆ فوج اور سول میں تعینات قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے۔

☆ سپر پاور ہے اللہ......لا الہ الا اللہ ☆ امریکیو! سن لو......ہم تمہاری موت ہیں ☆ قادیانی کافر نہیں......مرتد نہیں ☆ قادیانی 'اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں (اقبال) ☆ جب تک احرار زندہ ہیں' قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ (امیر شریعت)

- کانفرنس کی کوریج کے لئے مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ کی سربراہی میں باقاعدہ

میڈیا سیکشن قائم کیا گیا تھا جس میں مجلس کے مستعد کارکن محمد معاویہ رضوان اور یاسر قیوم مصروف کار رہے اور اخبارات کے علاقائی نمائندوں کو بروقت تفصیلات فراہم کرتے رہے۔

● جلوس سے قبل ہدایات دیتے ہوئے سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ اخلاق سے گرا ہوا کوئی نعرہ ہرگز نہ لگایا جائے کیونکہ ہمارا مقصد قادیانیوں کو زچ کرنا نہیں بلکہ ختم نبوت کا ابدی پیغام اُن تک پہنچانا ہے۔

● پولیس اور سرکاری اہل کار وافسران جلوس کے ہمراہ رہے۔ شرکاء جلوس کی شدید نعرہ بازی کے باوجود امن امان کا کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔

● قادیانی گھروں کے اندر اور باہر سے جلوس کا نظارہ کرتے رہے۔

● جلوس کے پیش نظر بازار اور مارکیٹیں بند رہیں۔

● شرکاء جلوس کے فلک شگاف نعروں نے چناب نگر میں عجیب سماں پیدا کر رکھا تھا۔

● جلوس لاری اڈہ سرگودھا روڈ پر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

● جلوس میں کراچی سے حدود پشاور تک کے قافلوں نے شرکت کی۔

● ایوانِ محمود پر شرکاء جلوس کے لیے ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا گیا اور احرار کے مستعد کارکن شرکاء کو پانی پلاتے رہے۔

☆......☆......☆

چناب نگر (۵ رمئی) تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے۔ کئی سال پہلے تک ربوہ (چناب نگر) کے قادیانی قبرستان (مرگھٹ) میں مرزا بشیر الدین محمود کی قبر پر یہ تحریر درج رہی کہ ''جب موقع ملے گا ہم اپنی نعشوں کو قادیان (بھارت) منتقل کر دیں گے۔'' قادیانی قیادت اس کا جواب دینا پسند کرے گی کہ یہ کتبہ کیوں اتارا گیا تھا؟

جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقدہ دو روزہ سالانہ ''ختم نبوت کانفرنس'' کے اختتام پر صحافیوں کے ایک گروپ سے خصوصی ملاقات میں انہوں نے کہا کہ مسلمان دہشت گردی کا شکار ہیں اور دہشت گرد عالمی قوتیں اور ان کے ایجنٹ پاکستانی حکمران مذہبی طبقات کو دہشت گرد قرار دے کر دراصل اپنے کئے کو چھپانے کی مذموم کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جوں جوں مطلع صاف ہوگا۔ حقیقت آشکارا ہوتی چلی جائے گی۔ خالد چیمہ نے کہا کہ قانون کی رو سے قادیانی تبلیغ نہیں کر سکتے اور اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو جاری نہیں رکھ سکتے لیکن چناب نگر (سابقہ ربوہ) اور گردونواح میں کئی حوالوں سے قادیانی سرگرمیاں نہ صرف جاری ہیں بلکہ انتہائی خطرناک رخ اختیار کر چکی ہیں۔ قادیانی اسلام کی مقدس علامات وشعائر کا علانیہ مذاق اڑا رہے ہیں اور قادیانی مراکز میں دن رات خطرناک سازشیں تیار ہو رہی ہیں۔ غربت زدہ سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلایا جاتا ہے۔ بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بیرون ملک سیاسی پناہ کے لیے قادیانی فارم پُر

کرائے جاتے ہیں اور فرضی وجھوٹے اور جعلی مقدمات کا سہارا لے کر جرمنی ، برطانیہ سمیت دیگر ممالک میں بھیجا جاتا ہے ۔وہاں ان نوجوانوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر قادیانی رشتے پیش کئے جاتے ہیں ۔انہوں نے کہا کہ دہشت گردی اور فرقہ وارانہ فسادات کے کئی واقعات میں قادیانی جماعت پوری طرح ملوث ہے اور ملک کو کمزور کرنے والی قوتوں کی شریک کار ہے۔ ہمارے پاس اس کی واقعاتی شہادتیں موجود ہیں کہ کئی ایک شیعہ سنی فسادات بھڑکانے کے لیے قادیانیوں نے حق نمک ادا کیا۔انہوں نے الزام عائد کیا کہ سرکاری انتظامیہ اورسرکاری ایجنسیاں حالات سے مکمل باخبر ہونے کے باوجود پردہ پوشی کر کے قومی جرم میں مبتلا ہیں اور اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز قادیانی اور قادیانی نواز عناصر ایسی تمام کارروائیوں کی مکمل سرپرستی کررہے ہیں ۔انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اگر اس خطرناک صورتحال کا تدارک نہ کیا گیا اور قادیانیوں کو چیک نہ کیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی ۔انہوں نے ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے اداروں اور سنجیدہ حلقوں سے درخواست کی کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور روایتی کام سے ہٹ کر حقیقی صورت حال کا ادراک کرتے ہوئے موثر لائحہ عمل طے کریں۔خالد چیمہ نے ختم نبوت کانفرنس کی بھرپور کوریج پر تمام اخبارات کاشکریہ ادا کیا۔

دارِ بنی ہاشم ملتان میں دفتر شبانِ احرار کا قیام

رپورٹ: محمد طیب معاویہ

ملتان (۱۳رمئی)احرار نونہالوں کی تنظیم ’’شبانِ احرار‘‘ کے دفتر کی افتتاحی تقریب دارِ بنی ہاشم میں منعقد ہوئی۔ جس میں قائد احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری ، مدیر ’’نقیبِ ختم نبوت‘‘ سید محمد کفیل بخاری ، مدیر ماہنامہ ’’الاحرار‘‘ سید محمد معاویہ بخاری ، جناب شیخ محمد جاوید اور دیگر معزز مہمانوں نے شرکت فرمائی ۔تقریب میں شبانِ احرار کی طرف سے معزز مہمانوں کی ضیافت کا بھی اہتمام کیا گیا ۔افتتاح کے موقع پر حضرت پیر جی نے خوشی کا اظہار اور کامیابی کی دعا فرمائی۔سید محمد کفیل بخاری نے اظہارِ مسرت کے ساتھ ساتھ یہ وعدہ بھی فرمایا کہ عنقریب تمام ماتحت مجالس احرار کے عہدیداروں کوایک سرکلر کے ذریعے ہدایت جاری کی جائے گی کہ وہ اپنے نونہالوں کو فکرِ احرار سے منسلک کریں اور شبانِ احرار کی تنظیم سازی کریں۔ تنظیم سازی کے بعد شبان کا اجلاس مرکزی دفتر شبانِ احرار میں بلایا جائے گا‘ جس میں تمام صدور اور ناظمین کو مدعو کیا جائے گا اور مرکزی مجلس شوریٰ کا انتخاب بھی کیا جائے گا۔دفتر شبانِ احرار کے قیام میں سید عطاء المنان بخاری ،محمد اخلاق، محمد طیب معاویہ، محمد نعمان سنجرانی اور سید صبیح الحسن نے خوب محنت کی اور اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ کیا۔

قانونِ توہین رسالت کو چھیڑا گیا تو حکمرانوں کا جینا دوبھر کر دیں گے (سید عطاء المہیمن بخاری)

وہاڑی (۱۹رمئی)امیر مجلس احرار اسلام پاکستان سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ توہین رسالت اور حدود آرڈی نینس کو چھیڑا گیا تو حکمرانوں کا جینا دوبھر کر دیں گے ۔خون کے کئی دریا عبور کر کے منظور ہونے والے‘ ناموس رسالت

کے قانون کے تحفظ کے لیے لاشوں کے احد پہاڑ لگانے سے دریغ نہیں کریں گے۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے جامع مسجد خضراء جی بلاک وہاڑی میں منعقدہ سیرت کانفرنس سے اپنے خطاب میں کیا۔مولانا عطاء المہیمن بخاری نے کہا اسلامی دفعات کے خاتمے کے دیرینہ مغربی ایجنڈے کی تکمیل کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے۔انہوں نے کہا کہ پرویز مشرف کے دسترخوان پر لقمہ حرام کھا کر اس کی توصیف وتعریف کرنے والے مولوی کسی مغالطہ میں نہ رہیں۔اگر ملک میں اسلامی دفعات نہ رہیں تو حکمران بھی نہیں رہیں گے۔اس موقع پر قاری انوار الحق فاروقی ،مولانا اسلم ،قاری رشید احمد وٹو،حافظ شبیر احمد ،ہیڈ ماسٹر ماڈل سکول،منشاء سلیمی،عبدالخالق وٹو بھی موجود تھے۔

قانون ناموس رسالت اور حدود آرڈی نینس کا دفاع کریں گے

جنرل پرویز کے بیان کردہ مفروضوں میں کوئی وزن نہیں: مجلس احرار اسلام

ملک بھر میں نمازِ جمعہ کے اجتماعات سے مقررین کا خطاب

لاہور(۲۱ مئی)مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام کراچی، لاہور، ملتان، چیچہ وطنی، چنیوٹ، چناب نگر، بورے والا سمیت متعدد مقامات پر تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے سلسلے میں اجتماعات منعقدہ ہوئے۔ساہیوال میں اجتماعِ جمعۃ المبارک کے موقع پر مسجد فاروق اعظم میں خطاب کرتے ہوئے قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ قانون ناموسِ رسالت ﷺ میں کسی قسم کی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی اور حدود آرڈی نینس سمیت تمام اسلامی دفعات کا ہر سطح پر دفاع کیا جائے گا۔مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں حکومت کی پالیسی کو پوری قوت سے ننگا کریں گے اور قادیانی اور قادیانی نواز لابیوں کی طرف سے ملک وملت کے خلاف ہونے والی ریشہ دوانیوں کو طشت از بام کر کے ملک کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ کریں گے۔

چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، مولانا عبدالنعیم نعمانی، شفیع الرحمٰن احرار، قاری محمد یوسف احرار اور سید محمد معاویہ بخاری نے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قانونِ توہین رسالت ﷺ کا جائزہ لینے کے نام پر جو مفروضے صدر مملکت نے بیان کئے ہیں‘ان میں ہرگز کوئی وزن نہیں۔مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا کہ احرار کے زیر اہتمام ۶/جون کو لاہور میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کانفرنس منعقد ہوگی‘جس میں مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے سرکردہ رہنما شرکت کریں گے۔

☆......☆......☆

اخبارالاحرار

مجلس احرار ہند کی سرگرمیاں

بھارتی انتخابات میں قادیانیت نوازوں کو زبردست شکست، مجلس احرار کی الیکشن مہم کامیاب

لدھیانہ /مالیر کوٹلہ /امرتسر (نامہ نگار) موجودہ لوک سبھا الیکشن سے قبل مجلس احرار ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے اعلان کیا تھا کہ مسلمان، قادیانیوں کی سیاسی طور پر کھلی حمایت کرنے والے ان تمام امیدواروں کو ووٹ نہ دیں جو کہ منکرین ختم نبوت کے حامی ہیں۔ مجلس احرار کو اس تحریک کی بدولت قادیانیت کے دو بڑے سیاسی حمایتی جو ضلع سنگرور کے ممبر پارلیمنٹ سمرن جیت سنگھ مان اور امرتسر کے ممبر پارلیمنٹ آر ایل بھاٹیہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا ہے جو ضلع سنگرور سے لگاتار ممبر پارلیمنٹ بنتے آ رہے ہیں۔ اکالی دل افسر کے صدر سمرن جیت سنگھ نے چند ماہ قبل گرداس پور کے دورے کے دوران ایک پروگرام میں قادیانیوں کے وفد سے خصوصی ملاقات کی اور مسلمانوں کے جذبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نہ صرف قادیانیوں کے حق میں بیان دیا بلکہ حکومت کو بھی خط لکھا کہ قادیانی جماعت، اسلام کا حصہ ہے۔ سمرن جیت سنگھ نے قادیانیوں کی حمایت کر کے شکست کی شکل میں صلہ پالیا ہے۔ مان کیونکہ خالص مسلم علاقہ ہے، ان کے حلقہ میں ذاتی مفاد کی خاطر چند افراد نے ان کی مدد بھی کی لیکن سمرن جیت سنگھ کو قادیانیوں کی حمایت کرنے کا زبردست خمیازہ بھگتنا پڑا ہے۔ مجلس احرار نے الیکشن میں عقیدۂ ختم نبوت کو لے کر زبردست تحریک چلائی اور ملک بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ قادیانیوں کے حمایتی امیدواروں کو ووٹ نہ دیں۔ اس اپیل پر سب سے زیادہ لبیک کہتے ہوئے ضلع سنگرور کے مسلمانوں نے نہ صرف سمرن جیت سنگھ کو ہرایا بلکہ اس طرح عقیدہ ختم نبوت کے حق میں سیاسی فتویٰ بھی دے دیا۔ امرتسر ڈسٹرکٹ میں مختلف مقامات پر رہنے والے ۴۵ ہزار مسلم ووٹروں نے بھی عشق نبی ﷺ کا بھرپور ثبوت دیا۔ امرتسر کے ممبر پارلیمنٹ آر ایل بھاٹیہ نے قادیانیوں کی ہر تقریب میں شامل ہونا اپنے اوپر فرض قرار دے رکھا تھا۔ آر ایل بھاٹیہ یہ بات بھول گئے کہ حلقہ امرتسر میں قادیانیوں کے ووٹ صرف ۲۱۳ کے قریب ہیں اور مسلم ووٹران ۴۵ ہزار سے زائد ہیں۔ اس حلقہ میں بھی مجلس احرار کی اپیل پر بھاٹیہ شکست سے دوچار ہوگئے۔ امیر احرار ہند مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے کہا کہ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کو احرار (ان شاء اللہ) یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کریں گے کہ واضح کریں کہ ان کو گنتی کے چند سو قادیانیوں کی حمایت درکار ہے یا پھر بھارت کے ۲۶ کروڑ مسلمانوں کے ووٹ چاہئیں۔

بچیوں میں جذبۂ تحفظ ختم نبوت

احمد گڑھ (زبیری) یہاں مدرسہ عربیہ امداد العلوم مجددیہ کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر اسلامیہ پبلک اسکول اکبر پور

چھنہ کی ننھی طالبہ نے مدیر الاحرار عثمان رحمانی کی نظم ’’ہم ختم نبوت کی دھوم مچا دیں گے جب سامعین کے سامنے پڑھی تو ماحول پُر کیف ہو گیا۔ سامعین میں جذبۂ ختم نبوت موجزن ہوا، اور فضا ختم نبوت زندہ باد کی صداؤں سے گونجنے لگی۔

احرار تحفظ ختم نبوت کے لیے ہمہ وقت بیدار ہیں: مولانا محمد سلیم

چمبہ (الاحرار) ہماچل پردیش مجلس احرار کے صدر مولانا محمد سلیم نے ایک دینی تقریب کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ احرار، تحفظ ختم نبوت ﷺ کے لیے ہمہ وقت بیدار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی خاصیت ہے کہ جب بھی اسکو دبایا جاتا ہے تو یہ پہلے سے بھی زیادہ ابھر کر آتا ہے۔ مولانا سلیم نے کہا کہ پیارے نبی خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

قادیانی ناکام ہی رہیں گے: حافظ بلال طاہر

مالیر کوٹلہ (نامہ نگار) مجلس احرار پنجاب کے صدر حافظ بلال طاہر تابناک نے محلّہ عظیم پورہ دفتر احرار میں رضا کاروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جھوٹے نبی مرزا قادیانی کے چیلے ناکام ہی رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ بلال طاہر نے کہا کہ مجلس احرار پنجاب ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے چاق و چوبند ہے۔ اس موقع پر مالیر کوٹلہ احرار کے بابا شوکت، شریف احمد زبیری، محمد سفیان بھٹی اور دیگر معززین بھی موجود تھے۔

محمد اطہر لدھیانوی، مجلس احرار صوبہ دہلی کے صدر نامزد

دہلی (الاحرار) مجلس احرار ہند کے قومی جنرل سیکرٹری مولانا بلال قاسمی نے صدر دفتر سے جاری پریس ریلیز میں اعلان کیا کہ صوبہ دہلی کے ممتاز مسلم رہنما محمد اطہر لدھیانوی ثم دہلوی کو امیر احرار ہند مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے صوبہ دہلی مجلس احرار کا صدر نامزد کیا ہے۔ محمد اطہر صاحب دہلی حج کمیٹی کے ممبر رہتے ہوئے عازمین حج کے لیے نمایاں خدمات انجام دیتے آئے ہیں۔ آپ کو پرانے دہلی کے مسلم حلقوں میں محبوب رہنما کے طور پر مقبولیت حاصل ہے۔ محمد اطہر، مولانا ازہر لدھیانوی کے بڑے فرزند ہیں۔

شہاب اختر، مجلس احرار جھارکھنڈ کے صدر نامزد

لدھیانہ (الاحرار) احرار کے قومی ترجمان عتیق الرحمٰن لدھیانوی نے بتایا کہ دھنباد کے معروف سماجی رہنما جناب شہاب اختر کو امیر احرار نے صوبہ جھارکھنڈ مجلس احرار کا صدر نامزد کیا ہے۔ صوبہ جھارکھنڈ میں مجلس احرار میں شامل ہونے کے لیے صوبائی احرار صدر شہاب اختر سے رابطہ کریں۔

رضا کارانِ احرار نے فحش پوسٹر پھاڑ ڈالے

لدھیانہ (الاحرار) شہر بھر میں گندی فلموں کی اشاعت کے لیے عام شاہراہوں پر لگائے گئے فحش پوسٹر آج کئی مقامات پر احرار رضا کاروں نے پھاڑ ڈالے۔ لدھیانہ جمال پورہ کے احرار رضا کار محمد صابر نے الاحرار کو بتایا کہ گزشتہ دنوں ایک تقریب میں امیر احرار کا خطاب اس موضوع پر سننے کے بعد یہ کام انجام دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رضا کار فحش پوسٹر پھاڑنے کی مہم اجتماعی اور انفرادی طور پر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مسجد احرار میں میٹنگ

لدھیانہ (الاحرار) لدھیانہ کے علاقہ گل میں واقع مسجد احرار میں کارکنانِ احرار کی ایک اہم میٹنگ مقامی رہنما چودھری محمد فرمان علی، محمد کلیم، مولانا قطب الدین ودیگر حضرات کی شمولیت کے ساتھ ہوئی۔ میٹنگ میں معاشرے میں پھیلتی بے حیائی کے سدباب کے لیے غور وفکر کیا گیا۔

☆......☆......☆

مسافرانِ آخرت

● مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد رحمہ اللہ: مجلس احرار اسلام کے سابق ناظم اعلیٰ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق اور جمعیت اہلحدیث کے سابق ناظم سیاسیات مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد طویل علالت کے بعد ۲۶ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۳ مارچ ۲۰۰۴ء بروز جمعرات گوجرانوالہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحاریک میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

● عالمی تبلیغی جماعت کے بزرگ اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ (۱۵ مئی ۲۰۰۴ء فیصل آباد)

● حافظ انیس الرحمٰن مرحوم (بہاول نگر) رکن مرکزی مجلس شوریٰ مجلس احرار اسلام پاکستان (۲۹ اپریل ۲۰۰۴ء)

● برادر نور العین (پھوپھی زاد محمد نعیم حاصل پور) ● ہمارے معاون جناب محمد مقصود (گلگشت ملتان) کے بہنوئی محمد تسلیم مرحوم

● ڈاکٹر کریم بخش چناوڑ مرحوم (رکن مجلس احرار اسلام۔ ڈیرہ اسماعیل خان، ۲۹ مارچ ۲۰۰۴ء)

قارئین سے درخواست ہے کہ دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

دعائے صحت

● مدیر ''نقیب ختم نبوت''، سید محمد کفیل بخاری کی چچی شدید علیل ہیں۔

● مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر شیخ نسیم الصباح کی بیٹی علیل ہیں۔

احباب وقارئین سے دعاء صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

● جنگِ عظیم ۱۹۳۹ء میں مجلس احرار اسلام کی ''تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ'' چل رہی تھی۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی (رحمہ اللہ) مجلس احرار کے ڈکٹیٹر کی حیثیت سے گرفتار ہو کر ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی میں ایامِ اسیری گزار رہے تھے۔ قاضی صاحب کے ساتھ دیگر قومی رہنماؤں کے علاوہ اخبار ''پرتاب'' کے مالک ''مہاشہ کرشن'' کے بڑے بیٹے ''مہاشہ ویراندر'' بھی قید تھے۔ موصوف متعصب ہندو تھے اور مذہب وسیاست پر اکثر بحث وتکرار اور چھیڑ چھاڑ کرتے۔

قاضی صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن میں اور چودھری افضل حق (رحمہ اللہ) کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے یونہی ہڈی چبائی کہ اتنے میں ''مہاشہ ویراندر'' آ گئے اور اُن کی نظر پڑ گئی۔ وہ ہم سے الگ تھلگ کھانا کھاتے۔ مجھے ہڈی چباتے دیکھ کر کہنے لگے: قاضی! کتے کا کیا مذہب ہوتا ہے؟ مہاشہ نے سخت چوٹ کی۔

میں نے کہا: مہاشہ جی! روٹی ڈال کر دیکھ لو اگر تو کھائے مل کر تو ہم میں سے اور اگر کھائے الگ بیٹھ کر تو پھر لالہ جی مہاشہ ویراندر جواب سن کر سٹپٹایا اور سخت شرمندہ ہوا۔ اس دن کے بعد مہاشہ مجھے دیکھ کر کنی کتراتے اور بحث وتکرار سے بھی گریز کرتے۔ (''زندگی کے لطیف حادثے'' مؤلف: جانباز مرزاؒ۔ نومبر ۱۹۵۰ء)

☆☆☆

● مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ مجلس احرار اسلام کے بانی رہنماؤں میں سے تھے۔ کانگریس کے اسٹیج پر سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ تحریک خلافت اور مجلس احرار کے اسٹیج پر جگمگائے، عروج حاصل کیا اور آخری دنوں میں مسلم لیگ کے ہم نوا ہو گئے۔ کانگریس کے چند کارکن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے پاس دفتر احرار لاہور میں آئے اور کہنے لگے:

''شاہ جی! مولانا داؤد غزنوی سے کہیں کہ کانگریس تو انہوں نے چھوڑ دی مگر حساب تو دے دیں!''

شاہ جی نے برجستہ کہا:

''محمود غزنوی نے حساب دیا تھا جو داؤد غزنوی حساب دیں۔''

مولانا محمد علی جوہرؒ سے بھی کانگریس نے حساب مانگا تھا۔ مولانا نے فرمایا:

میاں! چلتے بنو حساب قیامت کو ہوگا۔

(روایت: شورش کاشمیریؒ)

Adarts-HRA-4/2003

Monthly" Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan. Regd. M#32
ISSN:1811-5411

(بانی) سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ 28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ ملتان

کی توسیع کے لیے مدرسہ سے ملحق مکان 26 لاکھ روپے میں خرید کر تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔ مدرسہ 7 لاکھ روپے کا مقروض ہے۔ادائیگی قرض کے سلسلے میں اہل خیر احباب و متعلقین فوری توجہ فرمائیں اور اس کارِ خیر کی تکمیل میں بھرپور تعاون فرمائیں۔

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری (مدرسہ معمورہ)
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

✪ الحمدللہ درجہ حفظ و ناظرہ تعلیم قرآن کریم، درجہ کتب درس نظامی اور شعبہ پرائمری میں اس وقت 150 طلباء زیر تعلیم ہیں ✪ 7 اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں ✪ 50 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں ✪ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ قائم ہے۔جس میں حفظ قرآن کریم اور دورۂ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے ✪ مدرسہ معمورہ، مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تعلیم "وفاق المدارس الاحرار" سے ملحق ہے ✪ ملک کے مختلف شہروں میں 36 دینی مدارس، وفاق المدارس الاحرار کے زیر انتظام چل رہے ہیں ✪ 15 مدارس کے اخراجات وفاق المدارس کے ذمہ ہیں ✪ مدرسہ معمورہ اور جامعہ بستانِ عائشہ کا "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" سے بھی الحاق ہے اور اسی کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جارہی ہے۔

الداعی الی الخیر سید عطاء المہیمن بخاری (ابن امیر شریعت) مہتمم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
فون: 061-511961

To, Syed Muhammad Kafeel Bukhari (MADRASAH MAMURAH

Dar-e-Bani Hashim,Mehrban Colony, Multan.Pakistan. Tel:061-511961
Current Account#3017-2.U.B.L.Kutchery Road Multan.

Designed by: Ilyas Miranpuri
احرار گرافکس
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون 061-511961